منم مسیح جا بہ دیگالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48
شمارہ 7

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

یکم ذیقعدہ 1419 ہجری 18 تبلیغ 1378 ہش 18 فروری 1999ء

لندن ۶ فروری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور گذشتہ خطبہ کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے یتامیٰ بیوگان اور مساکین کی خبر گیری کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں اللھم ایدامامنا بروح القدس۔

وہ چیز جو گناہوں سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے، وہ یقین ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے دے لوگو جو نیکی اور راستبازی کیلئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اُسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے۔ جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شائد تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اُس کے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گنہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹھاتے جو اُٹھانا چاہئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہئے خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اِس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بن کیطرف اُٹھ سکتا ہے سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جبکہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو۔ اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دُکھ اُٹھانیکی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دُکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پُرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُسکا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اسکو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑھ بے خبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پر زور سیلاب نے اس کے گھر کیطرف رُخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعوے کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کیطرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کھال اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو تب پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دُعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کیطرح اپنی دُعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دُعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ (کشتی نوح صـ ۶۱-۶۳ مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہندوستان کی عظمت جو محمد رسول اللہؐ کے قدم سے تھی اس عظمت کو اب دوبارہ بحال کرنے کا خدا نے ارادہ کرلیا ہے

(الٰہی نصرت و تائید کے عظیم الشان وعدوں کے ایفاء اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نیک تمناؤں کے حوالہ سے قادیان دار الامان میں منعقدہ ۱۰۷ ویں جلسہ سالانہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب)

(قسط نمبر ۲)

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے وہ الہامات جو ۱۸۹۸ء میں آپؑ کو ہوئے۔ اب چونکہ ۱۹۹۸ء ہے پورے ایک سو سال گزر چکے ہیں تو میں نے ان الہامات پر نظر کی کہ اس موقعہ سے تعلق رکھنے والے بھی ضرور کوئی الہام ہونگے۔ کیونکہ میرا سابقہ دستور یہی بتاتا ہے کہ جب میں پرانے اس سال کے الہامات پر نظر کرتا ہوں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچھلی صدی میں ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی قسم کے معاملات اس صدی میں بھی رونما ہوتے دیکھتا ہوں اور معلوم ہوتا ہے وہ الہامات اس صدی پر بھی اسی طرح پورے اتر رہے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے ان میں سے بعض کا ذکر فرمایا۔

الہامات اس طرح شروع ہوتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ.... الخ۔ پھر حضور نے عربی عبارت کو چھوڑتے ہوئے ان کا اردو ترجمہ پیش کیا جو یہ ہے کہ "جو لوگ

(باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ اول

اللہ کی راہ سے روک رہے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے غضب نازل ہوگا۔ اللہ کی مار لوگوں کی مار سے زیادہ سخت ہوتی ہے۔ ہم جب کسی بات کا ارادہ کریں تو اس کے متعلق ہمارا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ کیا تم میرے حکم پر تعجب کرتے ہو۔ میں عاشقوں کے ساتھ ہوں۔ میں ہی ہوں رحمت کرنے والا۔ مجد اور بزرگی کا مالک۔ اور ظالم اپنے دونوں ہاتھ کاٹے گا۔ اور میرے سامنے پھینکا جائے گا۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا۔ اور ان لوگوں پر ذلت طاری ہوگی۔ اللہ (کے عذاب) سے کوئی انہیں بچا نہیں سکے گا۔ پس تم صبر کرو اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کرے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو نیکوکار ہوتے ہیں"۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۲۲۵۔ الناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

دوسرا الہام جو ۱۸۹۸ء کا حضور نے پیش فرمایا وہ یہ تھا: "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ (الحکم جلد ۲ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۷/مارچ و ۶/اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۲)

حضور نے فرمایا کہ یہ الہام آپ کو پہلے بھی ہو چکا تھا مگر ۱۸۹۸ء میں پھر ہوا۔ اور آج اللہ کے فضل کے ساتھ ساری دنیا کی جماعتیں گواہ ہیں کہ زمین کے کنارے گونج اٹھے ہیں کہ اُس وقت جو امام مہدیؑ کو خدا نے ایسا الہاماً فرمایا تھا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا یہ وعدہ لفظاً لفظاً پورا ہو گیا۔ آج احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی زمین کا کنارہ نہیں ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ نہ پہنچ رہی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے متبعین کے لئے دعائیں

پھر حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حسب ذیل دعا پیش کی۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا"۔

حضور نے فرمایا کہ جس وقت یہ دعا مانگی جا رہی تھی اس وقت وہ جماعت تیار ہو رہی تھی جو سب چیزیں بھلا کر ایک مٹھی کی طرح اکٹھی ہو چکی تھی اور آپس میں محبت کے رشتے باندھے جا رہے تھے۔ پھر یہ کیوں فرمایا کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی"۔ حضور نے فرمایا کہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نظر ان وعدوں پر تھی جب لکھو کھہا لوگوں نے آنا تھا اور اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کی براہ راست کوشش سے یہ ممکن نہیں تھا کہ دور دراز کے علاقوں میں نئے ہونے والے احمدی کثرت کے ساتھ آپس میں بھی ایک دوسرے سے محبت شروع کر دیں۔ اس لئے یہ اس دعا کا پھل ہے جس کے متعلق آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ میری یہ دعا کسی وقت پوری ہوگی۔ پھر اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہی ہے جو لمبا ہو کر ان سب دلوں کو محبت کے رشتوں میں منسلک فرما دے گا۔

پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو"۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ۳۹۵)

حضور نے فرمایا کہ آج بھی جو اکاّ دکاّ ارتداد کے واقعات ہوتے ہیں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کا یہ بھی ایک نشان دکھایا ہے۔ جتنے بھی مرتد ہوئے وہ بلا استثناء گندے کردار کے لوگ تھے، مالی قربانی میں شروع سے ہی صفر تھے اور محض دنیاوی اونچائی یا برادریوں کی خاطر جماعت سے منسلک ہوئے تھے۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حسب ذیل تحریر پیش فرمائی جس میں جماعت کے نیک و بامراد انجام کی یقین دہانی ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ جو کسی ابتلا سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتحیاب ہونگے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے"۔ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۹)

حضور نے فرمایا کہ تمام جماعت کے لئے یہ انذار بھی ہے اور انذار کے بطن میں بے شمار خوشخبریاں بھی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے جلسہ کے متعلق فرمایا کہ فون پر ملنے والی آخری اطلاع کے مطابق اس اجلاس میں دس ہزار نو مبایعین شرکت کر رہے ہیں۔ اور جلسہ کی حاضری اللہ کے فضل سے سولہ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب میں وہاں گیا تھا تو وہ ایک سال تھا کہ اس سے پہلے قادیان والوں نے تقسیم کے بعد اتنی حاضری نہیں دیکھی تھی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جب خدا مجھے دوبارہ وہاں لے کر جائے گا تو ہزاروں کی نہیں لاکھوں کی باتیں ہونگی۔ حضور نے فرمایا کہ اب جو قادیان والوں نے دیکھا ہے کہ سولہ ہزار سے زیادہ آدمی ہیں تو سارا قادیان خوش ہے۔ سکھ کیا اور ہندو کیا سب ہی خوش ہیں وہ جانتے ہیں اپنے دلوں میں کہ یہ اچھے لوگ ہیں۔

سچی توحید اور عظمتِ رسولِ کریمؐ کے قیام کے لئے دردمندانہ دعا

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نشانات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں اور بغض اور کینہ چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ٦۰۳)

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے دلوں کو مرتعش کرنے والے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دوا رشادات پیش کئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھیں"۔

حضور نے فرمایا زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کا مطلب یہ ہے کہ ہر لحہ اس بات کے لئے تیار رہو کہ جب بھی خدا تمہیں بلائے گا تم خدا کے فرمانبرداروں میں سے ہو اور چونکہ زندگی کا پتہ کوئی نہیں اس لئے فرمانبردار ہر حال میں رہنا چاہئے۔ تو بہت ہی پاکیزہ کلام ہے جو زندگی کے ہر لحہ پر حاوی ہے۔ پھر فرمایا:

"یہ ایام پھر نہ ملیں گے اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی"۔ ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۵٦)

حضور نے فرمایا کہ ان الفاظ میں ایک خوشخبری بھی ہے کہ یہ ایام پھر نہ ملیں گے۔ ان سے فائدہ اٹھالو اور جو تم ہو جو مجھ سے مل رہے ہو اگر تم نے ان ایام سے فائدہ اٹھایا تو تمہاری کہانیاں ہی ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گی اور باقی سب کہانیاں مٹادی جائیں گی اور یہی ہے جو ہو کر رہے گا اور یہی ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ حضور نے اس ضمن میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر فرمایا کہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ باپ اور بیٹا اور چند گنتی کے لوگ تھے جو بعد میں ساتھ شامل ہوئے لیکن وہی کہانیاں ہیں جو باقی ہیں اور اس دنیا کی تمام کہانیاں مٹادی گئی ہیں۔ آج ابراہیمؑ کی قوم ہے جس کو ساری دنیا کی بادشاہت نصیب ہوئی ہے۔

ایک اور دعا

پھر حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ہونٹوں سے نکلے ہوئے بعض دعائیہ کلمات پڑھ کر سنائے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما۔ اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا [illegible] فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین"۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۹۔ پرچہ ۲۰/فروری ۱۸۹۸ء)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

مسجدیں تو جتنی بنائی جا سکتی ہیں بناتے جانا چاہئے
کوئی جماعت ایسی نہ ہو جس کی اپنی مسجد نہ ہو

وہ جو خدا کے گھر کے دشمن تھے، خدا کے گھر کو مٹانے کے درپے تھے ان کے گھر ضرور مٹائے جائیں گے اور مٹائے جا رہے ہیں

ظلم کا تصور بھی احمدی کے ذہن میں داخل نہیں ہونا چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱؍ دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۱؍ فتح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيْفاً. وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. شَاكِراً لِاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (النحل: ۱۲۱،۱۲۲)

یہ آیات سورہ النحل کی ۱۲۱ ویں اور ۱۲۲ ویں آیات ہیں۔ ان کا تشریحی ترجمہ یہ ہے کہ ابراہیم یقیناً ایک امت تھا، ایسی امت جو ہمیشہ تذلل اختیار کرنے والا۔ امت کا لفظ تو کثرت سے لوگوں کے گروہ کے متعلق استعمال ہوا کرتا ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بڑی امت تھے۔ ان معنوں میں یہ ایک خوشخبری بھی تھی اور ایسی خوشخبری تھی جو کبھی کسی اور نبی کو اس رنگ میں عطا نہیں ہوئی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت بھی ابراہیم ہی کی امت ہے اور اس پہلو سے ابراہیم کی اپنی امت کا جو پھیلاؤ ہے دنیا میں وہ بھی بے شمار ہے۔ تو ان امور کو پیش نظر رکھیں تو امت کا ایک بیج تھا اس کا یہ معنی بنے گا۔ ابراہیم کے اندر ایک ایسی امت کا بیج تھا جس نے سب دنیا پہ چھا جانا تھا اور اس بیج نے سب سے زیادہ اعلیٰ درجے کی نشوونما حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظہور کے ذریعے سے حاصل کرنی تھی۔

قَانِتاً ہمیشہ تذلل اختیار کرنے والا اللہ کی خاطر، اللہ کے حضور ہمیشہ بچھا رہنے والا۔ حنیفاً اس حد تک اللہ کی طرف جھکاؤ کہ اگر ایسے جھکاؤ والے کے قدم ڈگمگائیں بھی تو خدا ہی کی طرف گرے گا یعنی خدا سے ہٹ کر دوسری طرف گرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو قدم ڈگمگانے کا محاورہ ہے مراد یہ ہے کہ اس جھکاؤ کے ساتھ ہمیشہ رہا کہ جب بھی پناہ کی ضرورت پڑی، جب بھی سہارا ڈھونڈتا ہو اللہ ہی کی پناہ لی، اللہ ہی کا سہارا ڈھونڈا۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھا۔ اب مشرک کی نفی اس سے بہتر الفاظ میں نہیں ہو سکتی۔ جو الفاظ اس سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق استعمال ہوئے ہیں اس میں ہر قسم کے شرک کی نفی ہے۔ اس پر اگر آپ غور کریں تو حیران ہونگے کہ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میں ہر طرح کے شرک کی نفی شامل ہو گئی ہے اور ابراہیم کو ایک موحد بندے کے طور پر پیش کیا۔ اس کے نتیجے میں اس پر شکر واجب تھا اور یہی اس سے پہلی آیت بیان فرما رہی ہے۔ شَاكِراً لِاَنْعُمِهٖ نعمتیں تو اس پر بے شمار تھیں اللہ کی، وہ ان سب نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔ اب جتنی بڑی نعمتوں کا ذکر گزرا ہے اس کا شکر بھی سوچیں کہ کتنا وسیع شکر ہوگا۔ کس گہرائی سے شکر ادا کیا گیا ہوگا اور کس وسعت کے ساتھ ہر نعمت کا تصور کر کے اس کا شکر ادا کرتا گویا کہ ساری زندگی اسی میں صرف ہو گئی۔ اِجْتَبٰهُ اللہ نے اسے چن لیا۔ شکرِ نعمت کا حق ادا کئے بغیر چننے کا سوال نہیں اور چنے بغیر شکرِ نعمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ چنتا ہی ان بندوں کو ہے جو نعمت کا شکر ادا کرنے کا حق ادا کرتے ہیں اور جو حق ادا کرتے ہیں ان کو مزید چن لیتا ہے تو گویا ایک لامتناہی سلسلہ اجتبیٰ کا ہے جو چلتا چلا جاتا ہے اور وہ راستہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ جتنا اللہ کا احسان بڑھتا چلا جائے اتنا شکر بڑھتا چلا جائے اسی قدر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا اِجْتَبٰى کا فعل صادر ہوتا چلا جائے گا اس بندے کو مزید نیک ترقیوں اور بلندیوں کے لئے چن لے گا۔

چنانچہ اسی آیت کے آخر پر ہے وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اس کو ایک سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی ہے۔ حضرت ابراہیم تو صراط مستقیم پر تھے ہی یہاں اس مضمون کے سیاق و سباق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ ایک جاری صراط مستقیم کا سلسلہ تھا جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ صراط مستقیم اس رستے کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھا ہو اور سیدھا رستہ کبھی بھی کہیں ختم نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز جو ختم ہوتی ہے اس کے لئے ایک دائرے کی ضرورت ہے، خم کی ضرورت ہے اگر کسی چیز میں خم نہ ہو تو وہ لامتناہی ہو گی تو اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ میں یہ معنی اس سیاق و سباق کے ساتھ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے رستے پر چلا دیا نعمتوں اور شکر، نعمتوں اور شکر اور اس کے نتیجے میں اللہ کا اجتباء کرتے چلے جانا کہ یہ راہ جو تھی یہ صراط مستقیم تھی اس راہ پر کبھی بھی کوئی آخر نہیں آیا کرتا، مسلسل آگے بڑھنے والی، مسلسل آگے چلنے والی راہ ہے۔

اور دوسری آیت میں جو حضرت ابراہیم کے متعلق و فی الآخرة من الصٰلحين کا ذکر آتا ہے اس میں بھی دراصل اسی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ہر آخرت صلاح کی آخرت تھی۔ اس کا ہر بعد میں آنے والا فعل نیکی کا فعل تھا۔ تو صرف دنیا ہی میں اس نے حسنات سرانجام نہ دیں، دنیا ہی میں نیکیوں پر نہیں چلا بلکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نیکیاں بھی اس کو عطا کیں اور ایسی صلاحیت عطا فرمائی، ایسی پاکیزگی عطا فرمائی جو دن بدن بڑھتی چلی جا رہی تھی اِس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی اس کے صالح ہونے کا اثر ان معنوں میں ظاہر ہوتا ہے جن معنوں میں یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ لامتناہی سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

یہ آیات شکر کی آیات ہیں اور آج بھی میں شکر ہی کے مضمون پر کچھ امور بیان کرنا چاہتا ہوں اور ان کا سب سے اول تعلق تو جلسہ سالانہ قادیان سے ہے جو حال ہی میں گزرا ہے۔ اس جلسے کے متعلق میں نے یہ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ اس کثرت سے نو مبایعین جو ہندوستان کے رہنے والے نو مبایعین تھے تشریف لائے اور دوسرے ہندوستانی اس کثرت سے تشریف لائے کہ ان کی تعداد ہر دوسرے جلسے سے بڑھ گئی سوائے اس جلسے کے جس میں میں شامل ہوا تھا۔ لیکن مجھے بعد میں توجہ دلائی گئی اور گھر میں ہی ہماری ایک بچی نے کہا کہ آپ کی بات اعداد و شمار کے لحاظ سے درست نہیں ہے کیونکہ ہندوستان کی جماعتیں آپ کے وہاں دورے کے وقت بھی اس کثرت سے شامل نہیں ہوئی تھیں اس لئے نیا ریکارڈ ہے یہ۔ یہ ایک نئی منزل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں لے جا کر کھڑا کیا اور آگے بڑھنے کے لئے کھڑا کیا ہے ہر منزل پر انسان تھوڑا سا دم لیتا ہے پھر آگے چل پڑتا ہے۔ تو واقعی یہ بہت گہری بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قادیان کے جلسے میں اس کثرت سے ہندوستانیوں کو شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے جن میں بھاری اکثریت نو مسلموں کی تھی کہ ایسی کثرت سے ہندوستانیوں کا کسی قادیان کے جلسے میں شریک ہونا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ جس جلسے میں میں شامل ہوا تھا، مجھے اللہ نے توفیق عطا فرمائی تھی اس وقت پاکستان سے بڑی بھاری تعداد احمدیوں کی اس میں شامل ہوئی تھی۔ اب کوئی بھی پاکستان سے وہاں نہیں جا سکا۔ وہ غالباً چھ سات ہزار تھے جو پاکستان ہی سے وہاں پہنچے ہوئے تھے اس کے علاوہ سب دنیا سے کئی ہزار، دو تین ہزار مہمان تشریف لائے ہوئے تھے جو اب صرف چند سو صرف تو اگر ان کا حساب نکال لیں تو بلاشبہ یہ جلسہ

ایک ریکارڈ جلسہ ہے۔ ایسا ریکارڈ کہ میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اب ہمارے لئے نئے معیار مقرر فرمائے گا۔

اور اس کے ساتھ میری توجہ اس طرف بھی منتقل ہوئی کہ پاکستان میں کبھی کوئی جلسہ ایسا نہیں ہوا جس میں دس ہزار نو مبایعین شامل ہوئے ہوں۔ دس ہزار تو کیا ہزار ڈیڑھ ہزار سے زیادہ کا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھی پاکستان کے کسی جلسے میں اس کثرت سے نو مبایعین شامل ہوئے ہوں اور غیر احمدیوں کی تعداد بھی نسبتاً معمولی ہوا کرتی تھی۔ غیر مبایعین اور نو مبایعین کو ملا بھی لیں تو ربوہ کے جلسے میں دو اڑھائی ہزار سے زیادہ ان کی تعداد نہیں ہوا کرتی تھی، زیادہ سے زیادہ اتنی تھی۔ تو اب قادیان کا جلسہ دیکھیں تو کتنا آگے بڑھ گیا ہے اللہ کے فضل کے ساتھ ربوہ کے مقابل پر اس کا بڑھنا ایک خوش خبری ہے کہ جس ربوہ کے یہ پیچھے پڑے ہوئے ہیں اللہ ایسے ہزار ربوے اور پیدا کر دے گا۔

اور ربوہ کی تمہیں باتیں یاد ہیں اسوقت تم تو کچھ بھی نہیں تھے جب ربوہ پہ تمہیں قبضہ تھا اس وقت تو تمہاری کوئی حیثیت ابھی نہیں تھی۔ اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہندوستان میں کس کثرت کے ساتھ تمہارے لئے نئے انصار پیدا کر رہا ہے جو قانِتاً لِلّٰہ نیکی کی راہوں پہ آگے بڑھیں گے۔ اور حضرت ابراہیم کے ساتھ جو خدا کا وعدہ تھا اور جو سلوک فرمایا گیا وہی سلوک ہے اب جو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے مقدر میں آچکا ہے اور دنیا کا کوئی دشمن بھی اسے ہم سے کھینچ کے چھین نہیں سکتا۔

اب ان لوگوں کی پھبتیاں اور تعلیاں کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ ابھی تک بعضوں کے خط آتے ہیں کہ بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ پتہ نہیں کیا ہوگا وہاں۔ ان کو یہ نہیں پتہ کہ خدا کیا کر رہا ہے وہ تو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کس طرح مقابلے کر رہی ہے ان کے اور کس طرح ان کو نامراد کر رہی ہے کوئی بھی ان کی حیثیت باقی نہیں رہی۔ آگ ہے جو سینوں میں لگی ہوئی ہے اس کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہیں رہا۔

اب شکر کے تعلق میں ہی میں بعض احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور انہی احادیث سے سبق لیتے ہوئے اب ہندوستان کے نو احمدیوں کے شکر کا طریقہ آپ کو بتاتا ہوں۔ سب سے پہلی حدیث تو بندوں کے احسان سے تعلق رکھنے والی ہے۔ **عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما**۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس پر کوئی احسان کیا گیا ہو اور وہ احسان کرنے والے کو کہے کہ اللہ تجھے اس کی جزائے خیر اور اس کا بہترین بدلہ دے تو اس نے ثنا کا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی کتاب البرّ والصلۃ باب فی ثناء بالمعروف)۔ اب یہ وہ حدیث ہے جس کا تعلق محض بندوں کے احسان سے ہے کیونکہ خدا کو تو نہیں انسان کہا کرتا کہ جزاك الله احسن الجزاء۔ اے اللہ تجھے اللہ جزا دے اس لئے اس حدیث کا کوئی اور معنی ممکن ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ بندوں کا معاملہ بندوں کے ساتھ ہو۔

فَقَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ بہت مبالغہ کیا ثنا میں۔ مبالغہ ان معنوں میں کہ جہاں تک ثنا ممکن تھی وہ اس نے کر دی اس لئے جب آپ کہتے ہیں جزاك الله خيرا کہ اللہ تجھے بہترین جزا دے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بعض لوگ اپنی حماقت سے یہ سمجھتے ہیں کہ مقابل پہ دیا تو ہمیں کچھ بھی نہیں اور جزاك الله کہہ کے، بعض لوگ کہتے ہیں ٹرخا دیا۔ بہت ہی بے وقوف ہیں یہ خیال کر لینے والے کیونکہ بندہ کیا دے سکتا ہے آخر۔ آپ جتنا بھی اس کے لئے کچھ کریں وہ زیادہ سے زیادہ جو دے گا پھر بھی اپنے بندے کے احتیاج کے مطابق دے گا۔ وہ خود محتاج ہے اس کا ایک محدود دائرہ ہے اس سے بڑھ کر وہ آپ کو کچھ عطا کر ہی نہیں سکتا۔ تو وہ لوگ جو عطا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایک پہلو سے بدلہ اتار بھی دیتے ہیں مگر جب بدلہ اتار دیا جائے تو دونوں کے درمیان جو محبت اور مودّت کا رشتہ ہے وہ عملاً منقطع ہو جاتا ہے۔

ایک انسان سمجھتا ہے میں نے اس کے لئے کچھ کیا تھا دوسرا کہتا ہے میں نے اس کے لئے کر دیا اور جب بھی کوئی وقت پڑے تو کہہ دیتے ہیں دیکھو میں نے تمہارا بدلہ اتار دیا تھا اور جتنا تم نے کیا تھا اس سے زیادہ دیا تھا تو بات وہیں ختم ہو گئی۔ لیکن جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کے اوپر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں فَقَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ اس سے بڑھ کر وہ اس کی ثنا اور کیا کر سکتا تھا کہ اپنے احسان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ جزا کی دعا دی جائے تو دل کی گہرائی سے دینی چاہئے اور اگر دل کی گہرائی سے یہ دعا اٹھے تو اس سے بہتر کسی احسان کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا۔ کیوں؟۔ اس دعا کو پھر اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اور دل کی گہرائی سے تبھی اٹھ سکتی ہے اگر انسان کے اندر احسانمندی کا جذبہ ہو، اگر انسان کے اندر احسان کو قبول کرنے اور اس پر خوش ہونے اور تھوڑے سے کو بہت زیادہ سمجھنے کا جذبہ ہو تبھی دل کی گہرائی سے دعا اٹھ سکتی ہے۔

تو تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے اس میں بڑا گہرا سبق ہے۔ **اپنے روزمرہ کے معاملات کو آپس میں درست کریں اور احسان کا جو بدلہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ آپ بہترین رنگ میں ادا کریں وہ دعا کے ذریعے ہے اور ایسی دعا کے ذریعے جس سے بڑھ کر پھر دعا ممکن** نہیں ہے۔ لیکن ایک شرط ہے اس کے ساتھ وہ یہ ہے کہ اگر آپ اپنی طرف سے کچھ دے سکتے ہوں تو وہ دینے کے علاوہ یہ دعا دیں۔ دو باتیں ہیں، دے کر انسان سمجھے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اللہ کی طرف معاملہ لوٹا دے کہ اے اللہ اس کو اتنا دے کہ جو میرے تصور میں بھی نہیں آسکتا یا اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتا تو یہ ایک لامتناہی شکر کا سلسلہ ہے جو چلتا چلا جاتا ہے۔ یہ وہ صراط مستقیم ہے شکر کی جس کا ذکر حضرت ابراہیم کے سلسلے میں بیان فرمایا گیا ہے۔

اگلی حدیث وہ ہے جو بہت گہری ہے اور مختلف معانی رکھتی ہے۔ بندوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور اللہ کے احسانات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جتنا میں نے اس پر غور کیا ہے اتنا ہی زیادہ میں اس کے مختلف معانی میں کھویا گیا ہوں اور مشکل محسوس کرتا ہوں کہ ان سب معانی کی طرف آپ کو متوجہ کر سکوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے تھوڑے سے کلام میں بے انتہا معانی مضمر ہوا کرتے ہیں اور یہ وہ حدیث ہے جس کا تعلق بیک وقت انسانوں کے احسان سے بھی ہے اور اللہ کے احسانات سے بھی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جسے کوئی چیز عطا کی جائے۔ اب دیکھیں مجہول رکھا ہے اس کو مَنْ اُعْطِیَ عَطَآءً صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس میں دونوں امکانات کو مد نظر رکھا گیا ہے چیز بندے کی طرف سے عطا کی جائے یا اللہ کی طرف سے عطا کی جائے تو یہی چابی ہے اس بات کی کہ آگے جتنے مضامین چل رہے ہیں وہ بندوں اور خدا دونوں کی طرف منسوب ہونگے۔ جب اللہ کی طرف منسوب ہونگے تو پھر اس کے معنے بہت زیادہ وسیع اور گہرے ہوتے چلے جائیں گے جسے کوئی چیز عطا کی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا بدلہ دے، ان معنوں میں اُعْطِیَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْیَجْزِ بِهِ اب یہاں ترجمہ کرنے والے نے یہ غلطی کی ہے کہ وَجَدَ کے مضمون کو آخر پہ رکھا ہے حالانکہ یہ فرمایا گیا فَوَجَدَ فَلْیَجْزِ بِهِ اگر اسے توفیق ہو۔ وَجَدَ کا یہ معنی ہے یہاں، اگر توفیق ہو تو اس کا بدلہ دے۔

اب اللہ کے بدلہ اتارنے کی توفیق ہی نہیں تو بندوں کے معاملے میں توفیق کچھ نہ کچھ تو ہوتی ہے۔ مگر اللہ کے معاملے میں تو کوئی توفیق ہی نہیں ہے آپ کیسے توفیق پائیں گے کہ اللہ کا بدلہ اتاریں۔ تو یہ دو شاخہ معنی چلتا چلا جا رہا ہے آگے فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُثْنِ بِهٖ فَمَنْ اَثْنٰی بِهٖ فَقَدْ شَکَرَ۔ اب یہاں ایک محاورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے جو عربی لغت میں اس طرح نہیں ملتا کہیں بھی۔ ثَنیٰ عَلَیْهِ کا مضمون تو ملتا ہے لیکن ثنی بِهٖ۔ اَثْنٰی بِهٖ کا جو صلہ ہے "ب" کے ساتھ یہ آپ کو کسی لغت میں کہیں نظر نہیں آئے گا اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ حضرت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذہن میں عام معنوں سے ہٹ کر کچھ معانی ہیں اور یہی وہ پہلو ہے جو آج میں آپ کے سامنے خوب کھولنا چاہتا ہوں۔

فَلْیَجْزِ بِهٖ۔ جزیٰ بِهٖ کا مضمون تو ہر لغت میں آپ کو مل جائے گا۔ کسی کو کسی چیز کی جزا دی جائے تو کہیں گے جزیٰ بہ یہ عام مضمون ہے۔ مگر یُثْنِ بِهٖ کہیں نظر نہیں آئے گا اور یہی وہ ثنی بہ ہے جس کا معنیٰ بہت وسیع ہے جس کے متعلق میں آج آپ کے سامنے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو یا توفیق نہ ہو تو یُثْنِ بِهٖ اگر میں بندوں کی بات پہلے شروع کرتا ہوں تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کی تعریف کرو اس کا کوئی ذکر نہیں ہے اس چیز کے ذریعے اس کا شکر ادا کرو جو تمہیں عطا کی گئی ہے۔ یہ مضمون عام مضمون سے بہت گہرا ہے۔ یُثْنِ بِهٖ کا صرف یہ مطلب بنے گا اس چیز کے ذریعے شکر عطا کرو جو تمہیں عطا کی گئی ہے۔ اس چیز کے ذریعے کیسے شکر ہوتا ہے اس کے بہت سے طریق ہیں جو اس حدیث میں اللہ کے تعلق میں تو سمجھ آ جاتے ہیں، بندے کے تعلق میں فوری طور پر سمجھ نہیں آسکتے مگر غور کریں تو سمجھ آجائے گی۔

جو چیز تمہیں دی گئی ہے اس کو اگر لوگوں میں آگے بیان کرو اگرچہ دینے والا شکریے کا محتاج نہیں ہے اور دینے والے کا شکریے کا احتیاج اس کو اس قابل ہی نہیں رہنے دیتا کہ اس کا احسان کرنے والوں میں شمار ہو سکے۔ تو یہاں یہ نہیں فرمایا کہ اسکی ثنا کرو کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ فرمایا اس چیز کو جو دیتا ہے اس کو آگے چلاؤ۔ اب کسی بندے کو کسی کی طرف سے کچھ ملتا ہے اگر وہ اس کو روک کے بیٹھ جائے تو یہ ثنا کا حق ادا نہیں کر رہا۔ بِهٖ کے معنے میں ادا نہیں کر رہا۔ اس چیز کو استعمال کر کے اس کا حق ادا کرو۔ اب یہ استعمال بھی کئی طریق سے ہے۔ ایک تو یہ کہ خود اپنے اوپر استعمال کرو، اپنے گھر والوں پر استعمال کرو، اپنے عزیزوں پر استعمال کرو جو ثابت کر دے گا کہ تمہیں وہ چیز پسند تھی۔ اگر استعمال ہی نہ کرو اور چھپالو یا الگ پھینک دو تو یہ شکر کا حق ادا کرنے والی بات نہیں ہے۔

دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ اسی چیز کا فیض اسی طرح لوگوں تک پہنچاؤ جیسے تم تک کسی نے اس چیز کا فیض پہنچایا تھا تو یہ سارے معنے بِهٖ سے نکلتے ہیں اور عَلٰی سے نہیں نکلتے جو عام طور پر ثنا کا صلہ ہے کیونکہ یہ دونوں مضمون بیک وقت چل رہے ہیں۔ اب میں صرف خدا کے تعلق میں یہ مضمون بیان کرتا ہوں۔

فَمَنْ اَثْنٰی بِهٖ فَقَدْ شَکَرَهٗ جس نے خدا کی عطا کردہ چیزوں کے ذریعے اللہ کا شکر ادا کیا یعنی ان سب چیزوں کو اس طرح بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے استعمال کیا جس طرح اللہ نے اس کو عطا کی تھیں ان کو نہ چھپایا، نہ یہ ظاہر کیا کہ خدا نے خاص فضل مجھ پہ فرمایا ہے کیونکہ جب بھی اس بات کو چھپائے گا کوئی شخص تو ثنا کا حق جاتا رہے گا۔ تو مراد یہ ہے کہ جو بھی تمہیں عطا ہوا ہے اسے بیان بھی کرو اور اس کے ذریعے

STAR

543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

سے لوگوں کو دکھادو کہ اس طرح شکر ہوا کرتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کی بہت سی شاخیں ہیں مگر اتنا یاد رکھیں کہ شکر کی بحث چل رہی تھی یہاں آکر شکر کی تان ٹوٹی ہے فَقَدْ شَکَرَہٗ یہ ثنا کرے گا تو پھر شکر ادا ہو گا ورنہ شکر ادا نہیں ہو گا۔

فَمَنْ کَتَمَہٗ فَقَدْ کَفَرَہٗ. اور جو ان احسانات کو چھپائے گا فقد کفرہ اس نے ناشکری کی۔ (ابوداؤد کتاب الادب۔ باب فی شکر المعروف) تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو بکثرت بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کے احسانات کو استعمال کرنا، دوسرے بنی نوع انسان کے لئے احسان کے طور پر استعمال کرکے، یہ شکر ہے اور ان نعمتوں کو چھپالینا کسی خوف سے، دنیا کے ڈر سے یا اور کسی بنا پر تا کہ ان کے پاس یہ چیزیں اکٹھی ہونی شروع ہو جائیں یہ ساری ناشکری کی قسمیں ہیں۔ پس اس مضمون سے یہ راہنمائی حاصل کرتے ہوئے میں اب قادیان کے جلسے کے تعلق میں ان نومبایعین کے متعلق یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو یہ کہا تھا کہ ان سب نومبایعین کو ہم دوبارہ جھونک رہے ہیں اسی راہ میں جس راہ سے ہمیں یہ عطا ہوئے تھے، یہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے تھے بہت سی باتوں کے پیش نظر جن کا ذکر میں ابھی کر چکا ہوں۔ ہم پر جو مظالم ہوئے، ظلم و ستم ہوئے، ہماری جو ناشکری کی گئی، ہم نے احسان پر احسان کئے اور اس کے مقابل پر ظلم پر ظلم دیکھے ان ساری باتوں کو اللہ تعالیٰ تو نہیں بھولتا، بندہ تو بھلا دیتا ہے اور شکر ادا کرنے والوں میں سب سے زیادہ شکر اللہ ادا کیا کرتا ہے اور اس کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ وہ جتنا احسان کرتا ہے اس کو اور بھی بڑھا دیتا ہے اور اس دوڑ میں کوئی اللہ کو شکست نہیں دے سکتا۔ جتنا مرضی آپ کوشش کرکے دیکھ لیں کوئی چیز تو اللہ کو دے نہیں سکتے سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے۔ اس کا شکر ادا کر سکتے ہیں مگر جتنا شکر ادا کریں گے وہ اور دیتا چلا جائے گا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ تو شکر ادا کرنے والا کوئی دنیا میں پیدا ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے اللہ کے شکر ادا کرنے کے لئے ساری زندگی وقف کر دی اور اللہ تعالیٰ آپ کے مقام بڑھاتا چلا گیا۔ ناممکن تھا کہ اللہ کا شکر ادا کرکے اللہ کو آپ تھکا دیتے اور ناممکن تھا کہ خود بھی تھک جاتے کیونکہ زندگی بھر آپ تھکے نہیں شکر ادا کرتے کرتے اور نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جزا جو اس دنیا میں عطا ہونی تھی، جس حد تک ہونی تھی اس کے علاوہ اللہ نے اس کو لامتناہی کر دیا اگلی دنیا کے لئے۔ تو آئندہ دنیا میں جو خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بلند سے بلند تر درجات عطا فرماتا چلا جائے گا یہ اس شکر کا ہی نتیجہ ہیں جو زندگی بھر آپ نے ادا کیا۔ اب وہاں اللہ تعالیٰ کا شکر رسول اللہ ﷺ کیسے ادا فرمائیں گے یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ وہ ایسی دوڑ ہے جس میں شکر ادا کرنے والے نے ہارنا ہی ہارنا ہے اور اللہ نے جیتنا ہی جیتنا ہے۔

تو اس پہلو سے میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اب ہمارا شکر یہ ہے کہ ان سب نومبایعین کو دوبارہ اسی راہ میں جھونک دیں اور استعمال کریں۔ اس احسان کا بدلہ اتارا تو نہیں جا سکتا مگر شکر ادا کرنے کے طور پر کہ اللہ تو نے یہ نعمت ہمیں دی تھی اب یہ نعمت ہم تیری راہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ قادیان سے جتنی اطلاعیں ملی ہیں ان کی رو سے یہ نومبایعین جو سیدھے سادے بندے ہیں زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں بلکہ کثرت ایسی ہے جو تعلیم یافتہ ہے ہی نہیں، وہ اس پیغام کو سمجھ گئے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ دیکھو اللہ نے کیسی ان کو فراست عطا فرمائی ہے کہ قادیان سے جتنی بھی رپورٹیں مل رہی ہیں اس میں اس بات کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا ہے کہ سارے باتیں کرتے ہیں آپس میں، ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہم اس بات کو خوب سمجھ گئے ہیں، ہم شکر گزار بنتے ہیں اور بنیں گے اور جماعت نے جو ہم سے توقع کی ہے اس توقع کے مطابق ایسا شکر ادا کریں گے کہ ہندوستان کے کنارے گونج اٹھیں گے چنانچہ اب وہ یہ ارادے لے کر واپس گئے ہیں۔

تو ہم سے تو یہ وعدہ ابھی سے پورا ہو گیا۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ۔ اَزِیْدَنَّکُمْ میں ان کے معیار کے بڑھنے کا بھی ذکر ہے کہ زِدْنَا کے معنے زیادہ کرنا ہے اور جب خدا شکر کے نتیجے میں زیادہ کرتا ہے تو اچھی باتیں زائد کیا کرتا ہے بُری باتیں زائد نہیں کیا کرتا۔ تو جس حال میں یہ لوگ آئے تھے اس سے بہت بہتر حال میں لوٹے ہیں یہ بھی اَزِیْدَنَّ کا وہ وعدہ ہے، جو پورا ہو ہی گیا۔ اور اس کے بعد جو انہوں نے بڑھنا ہے اور ہندوستان میں پھیلنا ہے یہ اس کے بعد کی باتیں ہیں۔ تو وہی بات جو بارہا آپ کے سامنے بیان کی گئی ہے اور بیان کرتے ہوئے میں کبھی تھکتا نہیں وہ زِہْ والی بات ہے۔ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو ہرا سکیں اس معاملے میں۔ جبکہ انسان تو انسان کو بھی نہیں ہرا سکتا اس معاملے میں۔

وہ بادشاہ کا قصہ آپ نے بارہا سنا ہو گا لیکن نئی نسلیں بھی آتی رہتی ہیں اور یہ نومبایعین بھی ضرور سن رہے ہونگے۔ ان سب کے لئے سارے ہندوستان میں انٹیناز لگے ہوئے ہیں اور یہ بات کو سنتے ہیں اور بڑی توجہ سے دیکھتے ہیں تو ان کے علم میں اضافے کے لئے یا ان کے لطف میں اضافے کے لئے میں دوبارہ پھر یہ بیان کر دیتا ہوں۔ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ جب بھی چلو اپنے ساتھ اشرفیوں کی تھیلیاں لے کے چلا کرو۔ کیونکہ جب کوئی چیز مجھے بہت پسند آئے اور میرے منہ سے "زِہْ" نکل جائے کہ واہ واہ کیا بات ہے تم فوراً ایک تھیلی اس کو دے دینا جس کے متعلق میں زِہْ کہوں۔ اسی طرح وہ بادشاہ بھیس بدل کر سفر کیا کرتا تھا کیونکہ وہ چاہتا نہیں تھا کہ لوگوں کو پتہ لگے کہ یہ بادشاہ ہے یا اسے مجھ سے کوئی توقع ہے عام سادہ باتوں میں کوئی اچھی بات کر دیں تو پھر میں زِہْ کہوں۔

ایک بوڑھا کسان درخت لگا رہا تھا اور درخت لگا رہا تھا کھجور کے اور تھا اتنا بوڑھا کہ بظاہر حالات اس کا اپنے لگائے ہوئے کھجوروں کا پھل کھانا ممکن نہیں تھا کیونکہ کھجور آٹھ نو سال میں عام طور پر پھل دیتی ہے اب جلدی پھل دینے والی بھی ایجاد ہو گئی ہیں مگر عموماً آٹھ نو سال کے بعد پھل دیا کرتی ہے۔ تو اگر وہ نوّے سال کا ہو جس طرح کہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت ہی بوڑھا تھا تو لازماً بادشاہ کو یہ خیال گزرا ہو گا کہ یہ کیا فضول کام کر رہا ہے، پھل تو کھا نہیں سکے گا اپنی محنت کا۔ تو اس نے اس بڈھے سے کہا کہ دیکھو تم یہ کام کر رہے ہو جس کا پھل تم کھا نہیں سکو گے، کیا فائدہ؟ اس نے کہا ہمارے باپ دادے بڈھے ہوا کرتے تھے انہوں نے جو کھجوریں لگائی تھیں ان کا پھل میں کھا نہیں رہا!؟۔ کیا میں ایسا ناشکرا ہو جاؤں کہ ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش نہ کروں۔ یہ احسان کا بدلہ ان تک تو نہیں پہنچ سکتا مگر آنے والی نسلوں کو پہنچے گا پھر وہ کھجوریں لگایا کریں گے، اس سے اگلی نسلیں فائدہ اٹھایا کریں گی تو احسانات کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو جاری ہو جائے گا۔

یہ اتنی پیاری بات لگی بادشاہ کو کہ اس نے کہا "زِہْ" سبحان اللہ، کیا بات ہے۔ اسی وقت وزیر نے ایک تھیلی اشرفیوں کی نکال کر اس کو پکڑا دی۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت! آپ تو کہتے تھے کہ کھجوریں نو سال کے بعد پھل لاتی ہیں میری کھجور نے تو ابھی پھل دے دیا ہے۔ آپ گواہ رہیں اس کے۔ "بادشاہ سلامت" تو نہیں اس نے کہا۔ ابھی تو چھپایا ہوا تھا، بیچ میں سے جانتا ہو گا ضرور کیونکہ بڑا ذہین بڈھا تھا۔ اس نے کہا میری کھجوریں تو ابھی دیکھیں دوبارہ پھل دے دیا ہے۔ یہ بات سن کر بادشاہ کے منہ سے پھر "زِہْ" نکل گیا۔ اسی وقت وزیر نے ایک اور تھیلی نکالی اور اسے پکڑا دی۔ اس نے کہا واہ واہ کھجوریں ایک سال میں پھل نہیں دیتیں یہاں تو ایک سال میں دو پھل دے دئے ہیں، کیسی رہی۔ پھر اس کے منہ سے "زِہْ" نکلا اور وزیر نے ایک تھیلی اور پکڑا دی۔ اور اس نے کہا بھاگو یہاں سے یہ بڈھا تو ہمارے خزانے لوٹ لے گا ایسا عقل والا بڈھا ہے کہ کچھ نہیں چھوڑے گا۔

اب اللہ تو ایسا بادشاہ نہیں ہے جس کے خزانے لوٹے جا سکیں۔ یہ ہے مضمون جس کے تعلق میں مجھے یہ روایت ہمیشہ یاد آجاتی ہے اللہ کے خزانے تو کوئی بھی نہیں لوٹ سکتا، ختم کر ہی نہیں سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نہیں لوٹ سکے تو اب دنیا میں اور کون لوٹ سکے گا، لوٹے مگر ختم نہیں کر سکے۔ تو اسلئے میں ہندوستان والوں کو خصوصیت سے یہ پیغام دیتا ہوں اور پاکستان کے احمدیوں کو بھی یہی پیغام ہے جو شکوے شکایات ہیں تکلیفوں کے ان پر صبر کریں اور صبر کے ساتھ شکر کا مضمون یوں باندھا گیا ہے جیسے چولی دامن کا ساتھ ہو۔ **آپ صبر کریں، آپ کے صبر کا پھل خدا ضرور دے گا وہاں بھی دے گا اور باہر تو بے شمار پھل لگ رہا ہے۔ اور ہم کبھی بھی نہیں بھولے اس بات کو کہ یہ خصوصیت کے ساتھ پاکستان کے مظلوموں کی قربانیاں ہیں جن کا پھل ساری دنیا کھا رہی ہے اور اس پھل کا اب ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ضرور شکر ادا کریں گے اور اس کثرت سے ادا کریں گے کہ خدا کی تقدیر لمحہ لمحہ ہمارے لئے "زِہْ" کا لفظ استعمال کرتی چلی جائے گی۔**

اور ہر دفعہ جب خدا کا کلام ان معنوں میں ظاہر ہو گا کہ تم نے خوب کیا میں راضی ہو گیا تو اس کی بے شمار نعمتیں بھی ہم پر اتریں گی جن کا کوئی شمار ممکن نہیں ہے اور ہر نعمت کا شکر ہم پر واجب ہوتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ وہ تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔ یہاں اَنْعُمِہٖ میں اگرچہ تمام کا لفظ استعمال نہیں ہوا مگر مضمون میں اَنْعُمِہٖ سے مراد ہر نعمت کا اور نعمت کے اندر اس کے بڑے ہونے کا بھی ذکر موجود ہے۔ یہ عربی محاورہ ہے کیونکہ اللہ کی نعمتیں تو ابراہیم پر تھیں ہی بے شمار۔ اِجْتَبٰہُ جب فرما دیا تو اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ تو یہ ساری باتیں اس مضمون میں داخل ہیں۔ نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہم پر فرض ہے اور ان شکروں کو ادا کرتے کرتے تھکنا نہیں ہے۔

اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے گزشتہ دفعہ بھی ہندوستان کو نصیحت کی تھی ایک بات یاد رکھیں کہ ان کو مالی قربانی کی عادت ڈال دیں۔ **جتنے نئے آنے والے ہیں ان کو لازماً مالی قربانی کی عادت ڈال دینی چاہئے اور یہ پیغام تو سب دنیا کے لئے ہے۔** ہر ایک شخص جس کی اولاد کو خدا تعالیٰ کوئی نوکری دیتا ہے یا تجارت میں کامیابی عطا فرماتا ہے ان سب کا فرض ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اس کو اور خرچ کریں کیونکہ اس سے ان کا مال بڑھے گا، کم نہیں ہو گا۔ ابھی کل ہی کی ملاقاتوں میں ایک خاتون تشریف لائی تھیں اپنی بیٹی کو ساتھ لے کے اور ان کی طرف سے لفافہ مجھے دیا کہ تمام چندے ادا کرنے کے بعد پیچھے جتنی تنخواہ اس بچی کی بنتی تھی، پہلی تنخواہ وہ ساری کی ساری یہ پیش کر رہی ہے اس کو خدا کی راہ میں استعمال کر لیں اور میں نے یہ دستور بنا رکھا ہے کہ جو بھی پہلی تنخواہ دیتا ہے اس طرح اس کو مسجد کے لئے یا مساجد کی تعمیر میں استعمال کیا جائے۔

چنانچہ یہ بھی ایک بڑی مد ہے جو بنتی چلی جا رہی ہے اور اس کے نتیجے میں ہم ایسے علاقوں میں

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

مسجدیں بناتے ہیں جہاں غربت کی وجہ سے وہ لوگ توفیق نہیں پاتے کہ مسجدیں بنا سکیں۔ تو یہ بھی ایک شکر کا طریقہ ہے اور جو مساجد احمدی بنائیں گے۔ اب دیکھیں نا! شکر کتنا لامتناہی چیز ہے۔ ان ساری مساجد میں اللہ کا شکر ادا کیا جائے گا اور غریب علاقوں میں اگر مسجد بنے تو اور بھی زیادہ ممنون ہوتے ہیں۔ امیر تو یہ سوچ لیتے ہیں کہ ہمیں توفیق ملی تھی ہم نے مسجد بنالی، بعضوں کو بے وقوفی سے یہ بھی شاید خیال آتا ہو کہ ہم نے بڑا کمال کر دیا ہے یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اللہ پہ احسان کیا ہے مگر فخر سے پھولے پھرتے ہیں کہ ہم نے کمال کر دیا ہے مسجد بنادی، مگر غریب نہیں یہ بات کرتا، سوچتا نہیں یہ بات، اس کو تو پتہ ہے کہ مجھ میں توفیق ہی نہیں تھی۔

پس ایسے لوگ جو اپنی آمد خواہ کسی قسم کی آمد شروع ہوئی ہو، تجارت کی ہو، انڈسٹری کی ہو یا تنخواہوں وغیرہ کی ہو وہ خدا کے حصے کے چندے نکالنے کے بعد بقیہ رقم جو بچتی ہے وہ پہلی رقم پہلے مہینے کی پوری کی پوری ادا کردیں یہ ایک بہت بڑا نیکی کا فعل ہے جو بڑھتا چلا جائے گا اور چونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اسے ہم غریب علاقوں میں مساجد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو وہاں وہ سارے شکر گزار ہونگے اور جو بھی وہ شکر گزاری کریں گے اس کی جزا ان کو ملتی چلی جائے گی۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ بیرونی جماعتیں بھی اس سے نصیحت پکڑیں گی اور ہندوستان کی جماعتیں بھی خصوصیت کے ساتھ اس طرف بھی توجہ کریں گی کہ غریبوں کے چندے سے بچت کر کے وہاں مسجدیں بنانے کے لئے استعمال کریں اور کچھ زائد رقم ہم انشاء اللہ تعالیٰ مہیا کریں گے۔

میں سمجھتا ہوں **مسجدیں تو جتنی بنائی جا سکتی ہوں بناتے چلے جانا چاہئے کیونکہ مسجد میں مومن کی روح ہے، مومن کی جان ہے، مسجد جماعت کا قائم مقام ہے اورمسجد کے نتیجے میں ہی جماعت کو تقویت ملتی ہے۔** اس سلسلہ میں افریقہ والوں کو بھی میں نے ہدایت کی تھی۔ بعض دفعہ تھوڑی دیر کام کرنے کے بعد وہ لوگ تھک بھی جایا کرتے ہیں تو ان کو بھی میں دوبارہ بتا رہا ہوں مسجدوں کی تعمیر سے رکنا نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ بیس بنادیں ہم نے یا تیس بنادیں، بناتے چلے جائیں۔ **کوئی جماعت ایسی نہ ہو جس کی اپنی مسجد نہ ہو اور جہاں مسجدیں ہو جائیں گی وہاں جماعتیں مستحکم ہو جائیں گی** پھر ناممکن ہے کہ ان کو ہٹایا جا سکے کیونکہ جماعتیں مسجد سے وابستہ ہوتی ہیں اور مسجد ہی میں تمام انسانوں کے اجتماع کا مضمون داخل ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ میں یہی مضمون ہے جو بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے بنی نوع انسان کو جو باندھنے کا فیصلہ کیا تھا کہ ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں تو اللہ نے دیکھیں کیسی ترکیب کی اپنا گھر بنایا تا کہ اس کا فائدہ سارے بنی نوع انسان کو پہنچے اور سارے بنی نوع انسان اس گھر کے ذریعے ایک ہاتھ پر اکٹھے ہو جائیں۔ اب دیکھ لیں تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہاں مبعوث فرما کر خانہ کعبہ کے گرد اکٹھا کر دیا ہے تو ہر دفعہ یہی تو پیغام لے کے آتا ہے کہ مسجدوں میں تمہاری زندگی ہے، مسجدوں میں تمہاری جماعت ہے۔

پس مسجدوں کی تعمیر کی طرف دنیا کے تمام ممالک متوجہ ہوں اور پاکستان میں جو ہمارے دشمنوں کو دشمنی ہے مسجدوں سے اس کے باوجود جہاں جس طرح توفیق ملے مسجدیں ضرور بنائیں۔ اس کی سزائیں بھی ملتی ہیں، مسجدیں بنانے کے نتیجے میں شہید بھی کئے جاتے ہیں مگر اللہ کا گھر بنانے سے احمدی باز نہیں آ سکتا۔ اگر ایسے حالات پیدا ہوں کہ اس کے نتیجے میں نقصان کا ایسا خطرہ ہو کہ جماعت کی تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہو تو ایسی صورت میں مخفی طور پر مسجدیں بنانا یہ ممکن ہے اور بنانی چاہئیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ اس طریق پر انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی مشکلات بھی دور فرمادے گا اور فرمانے لگا ہے، فرما رہا ہے۔

ایسے آثار نظر آرہے ہیں جن سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اب دشمنوں کے اوپر تلوار کی طرح لٹک رہی ہے اور یہ تلواریں جگہ جگہ گر بھی رہی ہیں مگر ہوش نہیں آرہی۔ اگر قوم کو ہوش نہ آئے، خدا کی طرف سے کھٹکھٹانے والی چیزیں بار بار دلوں کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہوں، آفات دلوں کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہوں اور ان کو ہوش نہ آئے تو پھر آخری تقدیر جو ہے وہ پھر کلیۃً منہدم کر دیا کرتی ہے، اُن کی ساری تدبیروں کو منہدم کر دیا کرتی ہے، ان کی ساری تعمیروں کو منہدم کر دیتی ہے۔ **جو خدا کا گھر منہدم کرنے میں فخر کریں ان کے گھر باقی کیسے رہ سکتے ہیں۔** اللہ پکڑ میں دھیما ضرور ہے مگر اُمْلِی لَھُمْ اِنَّ کَیْدِی مَتِیْن۔ میں مہلت تو ان کو دیتا ہوں مگر میری پکڑ بہت سخت ہے۔ **جب بھی ان کے پیمانے بھریں گے اور مجھے تو اب بھرے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں تو پھر وہ جو خدا کے گھر کے دشمن تھے، خدا کے گھر مٹانے کے درپے تھے ان کے گھر ضرور مٹائے جائیں گے اور مٹائے جا بھی رہے ہیں اور ان کو سمجھ نہیں آ رہی۔**

تو اس وجہ سے میں ہمیشہ پاکستان کے لئے خود بھی دعا کرتا ہوں اور آپ کو بھی یہ مضمون چل پڑا ہے تو دعا کی طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں جب کہ دشمن نے ظلم کی حد کر دی تھی یا حدیں پھلانگ چکا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یہ جانتے نہیں۔ یہ جو شرط ہے 'نہیں جانتے' یہ شرط قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے۔ جس طرح قوم نے ظلم کئے تھے ان کے لئے رسول اللہ ﷺ اللہ سے ہدایت مانگ کیسے سکتے تھے، سوائے اس عذر کے کہ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہ وہ جانتے نہیں۔ مگر جب بھی میں یہ دعا کرتا ہوں میرے دل پہ یہ بوجھ پڑتا ہے کہ یہ لوگ تو جانتے ہیں اور جان بوجھ کے ایسا کر رہے ہیں۔ اچھا بھلا پتہ ہے کہ یہ مظلوم ہیں ان پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے اس کے باوجود ظلم کرتے چلے جاتے ہیں۔

اب ہمارے مربی قدیر صاحب (عبدالقدیر قمر صاحب۔ مرتب) اس وقت پچیس سال عمر قید کاٹ رہے ہیں۔ ان کے جج نے واضح کر دیا تھا بار بار کہ میرے نزدیک تم بالکل معصوم ہو اور بری الذمہ ہو۔ اس کے بعد فیصلہ یہ دیا کہ عمر قید سے کم اس کی سزا نہیں۔ تو اب وہ بظاہر اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوا ہے، کیسے ممکن ہے کہ اللہ اسے چین سے رہنے دے۔ اس نے ہمیشہ کے لئے اپنی بربادی کے فیصلے پر دستخط کئے ہیں، اس پر مہر لگائی ہے۔ یا تو ایسا شخص خدا کی ہستی کا قائل ہی نہیں۔ وہ سمجھتا ہے کوئی بھی نہیں جائے گا وہاں، کچھ نہیں ہوگا تو اللہ کو قائل کروانا آتا ہے۔ اور اگر قائل ہے تو حد سے بڑھ کر جاہل ہے۔ جانتا ہے کہ ایک خدا ہے حساب لینے والا، جانتا ہے کہ عدالت کی کرسی پر جب کوئی بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی لازماً جوابدہی کرتا ہے خواہ وہ مومن ہو، غیر مومن ہو، جب بھی عدالت کی کرسی پر کوئی بیٹھے گا تو انصاف کا تقاضا پورا کرنا اس کا فرض ہے کیونکہ دنیا میں قاضی ہی اللہ کے نمائندے ہوا کرتے ہیں اور یہ قضاء کی نمائندگی دنیا میں ہر جگہ چل رہی ہے۔ تمام دنیا کی عدالتوں میں جو شخص بیٹھے گا اس پر یہ خدا تعالیٰ کا حکم صادر ہوگا خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن کہ فیصلہ انصاف سے کرنا ہے کیونکہ اللہ ہمیشہ انصاف سے کام لیتا ہے۔ پس اس کے باوجود اس نے انصاف سے کام نہیں لیا بلکہ ایک مظلوم اس کے ساتھ اور بھی بہت سے، وہ اس وقت جیلوں میں سڑ رہے ہیں جن کی سب سے بڑھ کر تکلیف یہ ہے کہ خدمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ بڑی محنتیں کیں، بڑا علم سیکھا اور زندگیاں وقف کردیں کہ خدا ہم سے کام لے گا خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کریں گے اور اب بیکار بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ان کو تو میں یہ پیغام دیتا ہوں کہ آپ بے کار نہیں ہیں۔ یہ کہنا تو آسان ہے کہ اللہ آپ کو جزاء دے گا مگر جو صبر کی حالت میں سے گزر رہا ہو وہی جانتا ہے کہ کتنا مشکل کام ہے۔ کوئی شخص زندگی بھر کے لئے جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیا جائے اور اس کو پتہ ہو کہ کوئی مصرف نہیں ہے یہاں اور میری ساری عمر کی کمائیاں گویا ہاتھ سے چھینی گئیں اور ضائع ہو گئیں اور وہ کمائیاں کیا تھیں، اللہ کی راہ میں خدمت کرنے کا شوق۔ تو اس کی تکلیف کا تصور کر کے دیکھیں کہ کتنی زیادہ اس کی تکلیف ہے۔

ضمناً آپ سے گزارش ہے کہ اب رمضان آنے والا ہے، **اپنی راتوں کو ایسے اسیرانِ راہِ مولا کے لئے گریہ و زاری کے ساتھ ایک واویلے میں تبدیل کردیں، شور مچادیں، ایسا شور آپ کے دل سے اٹھے کہ اس شور سے ناممکن ہے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں نہ آئے۔ میں امید تو یہ رکھتا ہوں کہ وہ تقدیر حرکت میں آ رہی ہے، آ چکی ہے مگر جس نہج پہ چل رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بدبختوں کی پکڑ کا وقت آ گیا ہے۔ جنہوں نے اس طرح معصوموں کے گھر برباد کئے ہیں، ان کی زندگیاں برباد کرنے کی کوشش کی ہے، ان کی زندگیاں لازماً برباد کی جائیں گی۔** یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چین کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوں اور جتنا ان کی موت کا وقت قریب آئے گا اتنا ہی زیادہ ان کے دل میں آگ لگتی چلی جائے گی اور بھڑکی لگتی چلی جائے گی۔

اب وہ فیصلہ دے بیٹھے ہیں جس کو واپس لینا ان کے بس میں ہی کوئی نہیں، اب توبہ استغفار کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لئے ظلم کرتے وقت انسان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کبھی میں ظلم سے ہاتھ کھینچ بھی تو سکوں۔ اس وقت پھر اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی تقدیر کام کر دیا کرتی ہے مگر جب ظلم سے ہاتھ کھینچنے کا انسان کو بس ہی نہ ہو، طاقت ہی نہ ہو تو وہ ظلم جو ہے وہ سوائے اس کے لئے ہمیشہ کی لعنت کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو ایسی قوم سے ہمیں واسطہ پڑ رہا ہے جو ظلم سے ہاتھ کھینچنے کی اب طاقت نہیں رکھتی۔ اور بہت سے دانشور یہی بات لکھ رہے ہیں کہ احمدیوں کے متعلق جو انہوں نے قدم اٹھا لئے ہیں اب ان میں توفیق ہی نہیں کہ وہ واپس کر سکیں۔

بے نظیر ہوں یا نواز شریف صاحب ہوں دونوں جب بھی آئے ایسے اقدامات کئے جس سے احمدیوں کے سلاسل اور زیادہ تنگ ہوتے چلے گئے اور زیر پا اُن کے آگ کو اور بھی زیادہ روشن کیا تو ایسی زنجیروں میں باندھا گیا ہے جس کے نیچے، قدموں کے نیچے آگ لگائی گئی ہے۔ یہ آگ جو اِن کے قدموں کے نیچے ہے اُن کے دلوں میں لازماً بھڑکائی جائے گی۔ یہ بے وقوف ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ دنیا تو عارضی سی چیز ہے آج نہیں تو کل مرنا ہے اور ہمیشگی کی جہنم ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا کیونکہ یہ توبہ کے دروازے بند کر چکے ہیں۔ اگر توبہ کے دروازے کھلے رکھے ہوتے تو پھر ہماری دعائیں بھی ان کے کام آسکتی تھیں مگر توبہ کے دروازے تو بند کر بیٹھے ہیں۔

پس یاد رکھیں کہ **اللہ کی ثنا میں اس کے شکر کا حق ادا کریں اور شکر کے حق ادا کرنے میں ایک یہ بات بھی ضمناً داخل ہے اور لازماً داخل ہے کہ ہر قسم کے ظلم سے ہاتھ کھینچ لیں۔** اللہ احسان کر رہا ہو اور آپ اس کے شکر کا

حق ادا کرتے ہوئے لوگوں پر ظلم کر رہے ہوں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تضادات ہیں۔ اسی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کفر فرمایا ہے۔ کفر کا مطلب ناشکری بھی ہے اور اللہ کا انکار بھی ہے **تو اپنی عادت بنائیں کہ کبھی، ظلم نہیں کرنا کسی پہ۔ گھر میں ہو یا گھر سے باہر ہو۔ بیوی بچے ہوں یا اعزاء اور اقرباء ہوں یا غیر ہوں، ظلم کا تصور بھی احمدی کے ذہن میں داخل نہیں ہونا چاہئے۔** کیوں؟۔ اگر اس کے ذہن میں ظلم کا تصور آجائے اور جگہ بنالے خواہ وہ کسی پر بھی ظلم ہو تو اسی حد تک اللہ اپنی نعمتوں سے ہاتھ اٹھالے گا۔ اور یہ کہنا کہ ہم شکر بھی ادا کر رہے ہیں، بہت قربانیاں دے رہے ہیں اور ساتھ ظلم بھی چل رہا ہو یہ دو چیزیں اکٹھی چل نہیں سکتیں، یہ ہو نہیں سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی بھی توفیق عطا فرمائے۔

ایک جو آخری حدیث اس ضمن میں میں نے رکھی ہوئی ہے جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شکر، تقویٰ، طہارت کے متعلق بعض اقتباسات ہیں جو پیش کرنے ہیں مگر چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے اگلے خطبے میں اس باقی حدیث سے بات شروع کر کے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پھر آپ کے سامنے رکھوں گا۔

انعامی مقابلہ مضمون نویسی

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ تعلیمی سال ۹۹-۹۸ء کے انعامی مقابلہ مضمون نویسی کیلئے "مقام والدین" عنوان رکھا گیا ہے۔ مقالہ میں اوّل دوم سوم آنے والے کیلئے علی الترتیب۔/۱۰۰۰ روپے، ۔/۷۰۰ روپے، ۔/۵۰۰ روپے انعام مقرر کئے گئے ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خود اس میں شامل ہوں اور اپنے تعلیم یافتہ بچوں کو اس انعامی مقالہ میں شامل ہونے کی تاکید کریں تاکہ مقالہ لکھنے کے ساتھ ان کے علمی ذوق میں اضافہ ہو۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلطان القلم کے لقب سے نوازا ہے اور یہ ملکہ جماعت کو بھی عطا کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ایسے تحریری انعامی مقالہ کے موقعہ پر ہم ارشاد ربانی ربّ زِدنی علما کے مطابق اپنے علمی معیار کو بڑھانے کیلئے کوشش کریں۔

شرائط مقالہ:-

۱) مقالہ کم از کم دس ہزار (۱۰۰۰۰) الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے جو عربی اردو یا انگریزی زبان میں ہو۔
۲) مقالہ صفحہ کے نصف حصہ میں خوشخط تحریر کریں۔
۳) مقالہ میں حوالہ جات مستند اور سن کے ساتھ ہونے چاہئیں۔
۴) مقالہ نظارت تعلیم قادیان میں مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۹ تک پہنچ جانا چاہئے۔ ۲۸/ فروری کے بعد موصول ہونے والے مقالے اس انعامی مقابلے میں شامل نہیں ہونگے۔
۵) مقالہ نظارت تعلیم میں بھجوانے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔
۶) مقالہ کے جملہ حقوق نظارت تعلیم کے حق میں محفوظ ہونگے کسی مقالہ نگار کو اس کی از خود اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔
۷) مقالہ جات کے بارہ میں نظارت کا فیصلہ آخری ہوگا۔
۸) مقالہ میں حصہ لینے میں کسی عمر کی قید نہیں ہے۔ مقالہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک بنام نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پر ارسال کیا جائے۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

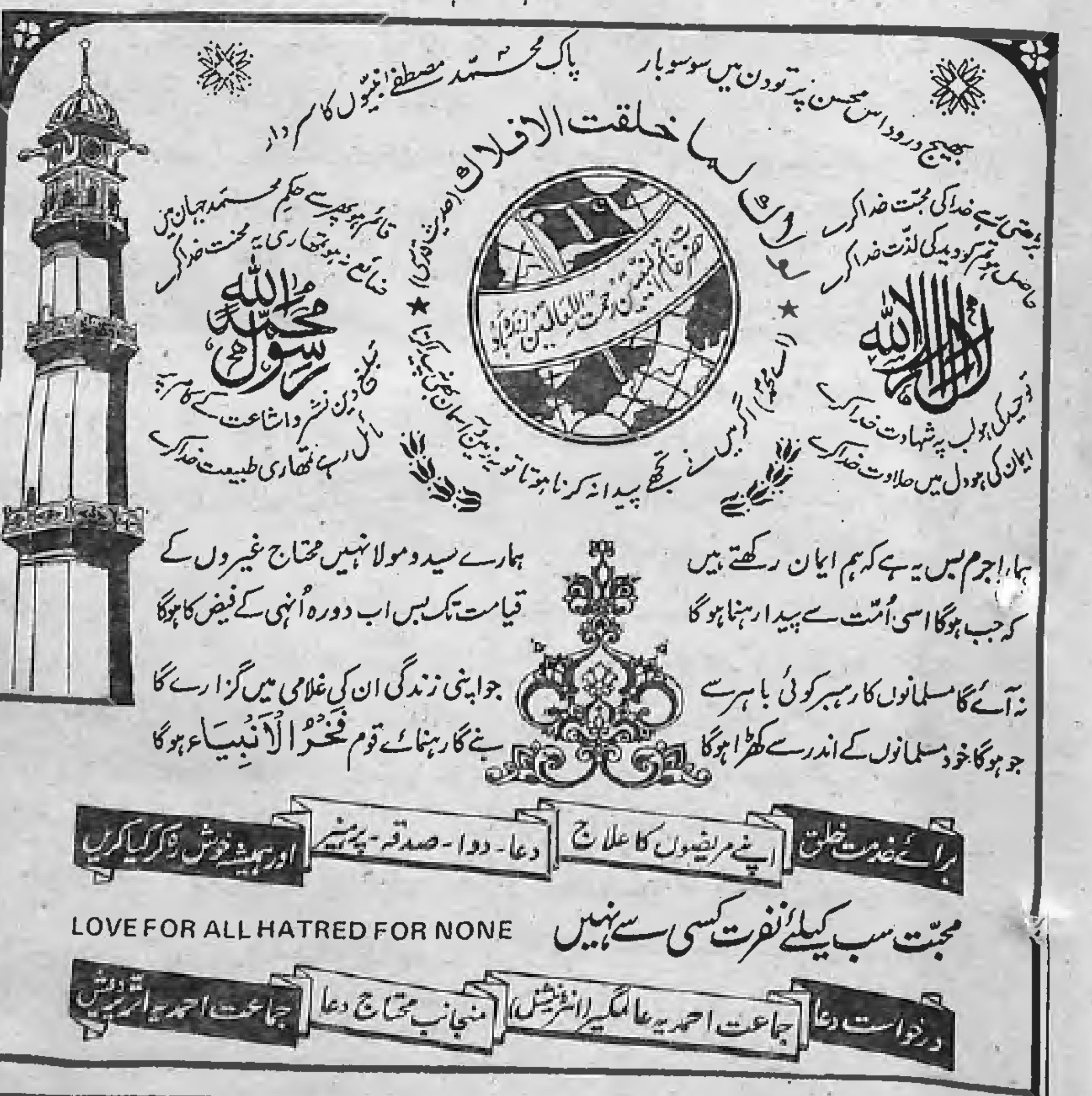

ازکروا موتکم بالخیر

محترم شیخ محمد رفیق صاحب مرحوم

جماعت احمدیہ مدراس کے ایک دیرینہ خدمت گذار اور عرصہ دراز تک وہاں سیکرٹری مال کے فرائض نہایت حسن و خوبی سے ادا کرنے والے بزرگ محترم شیخ محمد رفیق صاحب دوہرہ مورخہ ۱۲/ جون ۹۸ کو نیو یارک امریکہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نیو یارک میں بھی انہیں سیکرٹری تعلیم و تربیت اور سیکرٹری رشتہ ناطہ کے فرائض نہایت کامیابی کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق ملی یہی وجہ تھی کہ آپ کے جنازہ کی نماز میں امریکہ کے مختلف اطراف سے چار صد سے زائد احباب شریک ہوئے۔

آپ کی پیدائش چنیوٹ (پاکستان) میں ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ آپ کے والد صاحب محترم ایک قابل احترام بزرگ جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب تھے محترم محمد رفیق صاحب کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور حضرت مصلح موعودؓ کے ذاتی معالج حضرت ڈاکٹر محمد حشمت اللہ صاحب کی بھتیجی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی۔ محترم حضرت ڈاکٹر صاحب انہیں اپنی بچی کی طرح گود لیکر پالتے رہے۔

مرحوم نے ۱۹۳۸ء میں مدراس میں آکر مستقل رہائش اختیار کی اور چمڑے کی تجارت شروع کی۔

جب خاکسار ۱۹۷۰ء میں جماعت احمدیہ مدراس میں بطور مبلغ تھا آپ سیکرٹری مال اور نائب صدر جماعت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے موصوف خاکسار کے ساتھ ہمیشہ مخلصانہ اور پدرانہ سلوک فرمایا کرتے تھے۔ ہر مشکل وقت میں مجھے ڈھارس دے کر ہمت افزائی فرمایا کرتے تھے۔

۱۹۹۰ء میں خاکسار کے مدراس سے کیرلہ میں تبادلہ ہونے سے چند سال قبل آپ امریکہ میں اپنے بچوں کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ اور دو سال میں ایک دفعہ مدراس تشریف لے آیا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی عطا فرمائے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر شاہد احمد صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی علالت کے وقت آخری دنوں میں امریکہ سے ربوہ جاکر علاج معالجہ کرنے کی توفیق ملی تھی۔

ان کے علاوہ مکرم ڈاکٹر ماجد احمد صاحب اور مکرم رفیع احمد صاحب امریکہ میں رہائش پذیر ہیں مکرم رفیع احمد صاحب جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل سیکرٹری ہیں تیسرے صاحبزادے مکرم قیصر محمود صاحب کو خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ مدراس میں مختلف جماعتی عہدوں پر فائز ہونے کی توفیق ملتی رہی ہے اب موصوف تامل ناڈو کے قاضی مقرر ہوئے ہیں ایک صاحبزادی صاحبہ کی شادی رانچی (بہار) کے ایڈووکیٹ سید محی الدین صاحب مرحوم کے صاحبزادہ مکرم سید تبریز احمد صاحب کے ساتھ ہوئی تھی۔

مکرم قیصر محمود صاحب کے علاوہ تمام بچے امریکہ میں ہی رہائش پذیر ہیں اور سب اپنے اپنے رنگ میں سلسلہ کی بھرپور خدمات بجالاتے ہیں یہ تمام بچے محترم شیخ محمد رفیق صاحب کی عظیم تربیت کے شیریں پھل ہیں۔

موصوف بہت نیک۔ پاکباز۔ متقی خوش مزاج نہایت بااخلاق بہت مہمان نواز سادگی پسند صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔

موصوف موصی تھے۔ اس وجہ سے نیو یارک میں موصیوں کیلئے مخصوص قطعہ زمین میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے مغفرت عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

محترم A.P ابوٹی صاحب

جماعت احمدیہ کالیکٹ کے ایک سرگرم عمل ممبر سابق زعیم انصار اللہ اور صوبائی سیکرٹری امور عامہ محترم A.P ابوٹی صاحب اپنی ۶۷ سالہ عمر میں مورخہ ۴/ دسمبر ۹۸ء کو سوتے میں حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو جماعت نے امسال نائب امیر کے عہدے کیلئے منتخب کیا تھا۔ آپ نہایت پرجوش اور پراثر مقرر اچھے مضمون نگار تھے۔ کئی دفعہ ان کی تقریریں آل انڈیا ریڈیو میں ہوتی رہی تھیں۔ بہت ہی خوش مزاج ملنسار تھے تبادلہ خیالات کا بہترین ملکہ حاصل تھا۔

موصوف کیرلہ کے صوبائی امیر محترم A.P کنجاموصاحب کے بڑے بھائی اور محترم حضرت مولانا بی عبد اللہ سابق رئیس المبلغین کیرلہ کے داماد تھے مرحوم کے بڑے صاحبزادے مکرم مولوی ظفر احمد صاحب کیرلہ میں متعین جماعت کے مبلغ ہیں۔

موصوف کی وفات کی خبر تصویر کے ساتھ کیرلہ کے تمام اخبارات میں آئی اور آل انڈیا ریڈیو نے بھی نشر کی۔

نماز جنازہ میں شرکت کیلئے کیرلہ کی کم و بیش تمام جماعتوں سے کثیر تعداد میں احمدی احباب کے علاوہ بہت سارے غیر احمدیوں نے بھی شرکت کی تھی۔ قادیان میں جلسہ سالانہ کے دوسرے دن محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے جنازہ غائب پڑھائی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو غریق رحمت فرمائے۔ خدا تعالیٰ کی مغفرت کی چادر ان پر پڑے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ

ایڈیٹر روزنامہ سالار بنگلور کے نام کھلا خط

جناب مقصود علی خان صاحب
مدیر روزنامہ سالار بنگلور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے 127ویں سالانہ تین روزہ اجلاس سے "دانشوروں کی مخاطبت" کے عنوان سے جو رپورٹ آپ نے جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شائع کی ہے اُسے پڑھ کر مجھے مولانا ابو الکلام آزاد صاحب کے مقالات کے چند اقتباسات یاد آئے جنہیں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

.... مگر غور و فکر کرو کہ ہر زمانے میں علماء دنیا کی نفس پرستی اور حق فراموشی اس دُنیا کیلئے ایک لعنت رہی ہے اور حیات چند روزۂ دنیوی عشق و تعبد نے اس طائفہ عبید الدنیا سے کس کس طرح کتمان حق کرایا ہے۔۔۔ کیا نوع انسانی کی کوئی بدتر سے بدتر اور گمراہ سے گمراہ قسم اس سے زیادہ دنیا کو نقصان پہنچا سکتی ہے؟ اور کیا جنگل کا کوئی ڈاکو اور کمین گاہوں کا کوئی زہرن اس سے زیادہ جمعیت بشری کیلئے مخدوش و مہلک ہو سکتا ہے؟ اگر علماء کے خصائل کا یہ حال ہے تو اس کے بعد عامۃ الناس کیلئے فسق و عدوان کا کون سا درجہ باقی رہ گیا؟ یہی وہ کتمان حق ہے یعنی حق کو دانستہ چھپانے کے لعنت ہے جو علماء یہود پر چھا گئی تھی اور منجملہ اسباب مغضوبیت یہود ہوئی وان کثیراً منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون (ترجمہ یہ ہے ان میں سے اکثر جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہیں) اور افسوس کہ یہی حال شبراً بشبراً اور ذراعاً بذراع اس امت کے علماء سوء کا بھی ہوا وھم یہود ھذہ الامۃ (حدیث صحیح کے الفاظ ہیں کہ حق کو پردۂ اخفا میں رکھنے والے علماء اس امت کے یہود ہیں) ان کو بہر حال اپنی گنبد دستار کی تعمیر کیلئے اینٹیں چاہئیں اگر خانہ شرع کی دیواریں توڑ کر بہم پہنچائی جائیں"

خانہ شرع خدابست کہ ارباب صلاح
درعمارت گر نئی گنبد دستار خود اند

(تذکرہ) نقوش ابو الکلام و مقالات آزاد صفحہ 143 مولف عبد المجید سوہدروی ناشر ادارہ نور الایمان نمبر 21: 41 اجمیری گیٹ دہلی۔٦)

مولانا آزاد فرماتے ہیں: سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے لیکن علماء دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی اور ادھر ان کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے (یہ ہڈی سعودی حکمرانوں کی پھینکی ہوئی ہے ناقل) یہی حال ان سگان دنیا کا ہے ساری باتوں میں متفق ہو جاسکتے لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو وہاں پہنچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے ان کا سرمایہ ناز علم حق نہیں ہے جو تفرقے مٹاتا اور اتباع سبل متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراط مستقیم پر چلاتا ہے بلکہ یکسر علم جدل و خلاف ہے نفس پرستی اس کی کثافت کو خمیر کر دیتی اور دنیا طلبی کی آگ اس کی نیکی کے بخارات کو اور زیادہ تر کرتی رہتی ہے۔ فساق و فجار خرابات میں بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی تندرستی کا جام صحت پیتے ہیں اور چور اور ڈاکو مل جل کر رہزنی کرتے ہیں مگر یہ گروہ خدا کی مسجد اور زہد و عبادت کے صومعہ اور خانقاہ میں بیٹھ کر بھی متحد و یکدل نہیں ہو سکتا اور ہمیشہ ایک دوسرے کو درندوں کی طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجہ مارتا رہتا ہے۔ میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار و الفت کی باتیں سننے میں آجاتی ہیں مگر عین محراب مسجد کے نیچے پیشوائی و امامت کیلئے ان میں سے ہر ہاتھ دوسرے کی گردن پر بڑھتا ہے خونخواری کی ہر آنکھ دوسرے بھائیوں کے خون پر لگی ہوتی ہے حضرت مسیحؑ نے احبار یہود سے فرمایا تھا تم نے داؤد کے گھر کو ڈاکوؤں کا بھٹ بنا دیا ہے" ڈاکوؤں کے بھٹ کا حال تو نہیں معلوم لیکن ہم نے مسجدوں کے صحن میں بھیڑیوں کو ایک دوسرے پر غراتے اور خون آشام دانت مارتے دیکھا ہے"۔

(تذکرہ نقوش ابو الکلام آزاد مقالات آزاد ص ۱۴۲
مولفہ مولانا عبد المجید سوہدروی)

جناب مقصود علی خان صاحب مدیر روزنامہ سالار مولانا مرحوم کے یہ اقتباسات تو گذشتہ نصف صدی کے علماء سو کے حال پر مشتمل ہیں مگر آپ جن علماء کے مضامین و رپورٹیں گذشتہ چند برسوں سے شائع کر رہے ہیں ان کا تو کوئی مقابلہ نہیں گراف مولانا آزاد کے زمانے کے علماء سو سے ہزار ہا درجہ بڑھا ہوا ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ جیسے صاحب عقل و فراست لوگ بھی آنکھ بند کر کے ان علماء سو کے دیئے گئے مضامین اور رپورٹوں کو اپنے اخبار کی زینت بنا لیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا اخبار پلید ہو رہا ہوتا ہے کیا یہی آپ کی صحافت سے دیانتداری ہے کہ ایک مٹھی بھر علماء سو کا گروہ دوسرے فرقے کے عقائد پر جھوٹ کا گند اچھالے اور اس فرقے کو اتنا بھی حق نہیں کہ اپنی صفائی پیش کرے کیا ہمارا یہ حق نہیں کہ جس اخبار میں ہمارے خلاف جھوٹ بکے اُسی اخبار سے ہم اُس جھوٹے کا جھوٹ عوام پر ظاہر کریں۔ اگر یہ حق آپ ہمیں دینا نہیں چاہتے تو یہ صحافت سے غداری اور کھلی دشمنی ہے کھلی کھلی طرفداری ہے۔ آنکھ بند کر کے عقل و انصاف کو بالائے طاق رکھنا آپ جیسے صاحب بصیرت انسان کو زیب نہیں دیتا۔ آپ ہمیں جواب دینے کا حق نہیں دیتے تو آپ کو بھی یہ حق نہیں کہ ہمارے خلاف کچھ لکھیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ غیر مسلم فرقہ پرست ہر دن اسلام اور مسلمانوں کی دلآزاری کرنے کا تو حق رکھتے ہیں مگر مسلمانوں کو حق نہیں کہ اُن کے خلاف کچھ کہیں۔ دوسروں کے پاس آپ انصاف اور حق کیلئے روتے ہیں اور خود جماعت احمدیہ کا حق غصب کر رہے ہیں کیا یہی وہ مسلمانی ہے جس کا آپ مع علماء سوء کے دعویدار ہیں اصدق الصادقین ﷺ کی طرف منسوب ہو کر جھوٹ کا گند کھانا ایک مسلمان کیلئے بڑی شرم کی بات ہے۔

اگر آپ کے علماء کے نزدیک ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے تو یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے بعد آسمان سے کیوں اتار رہے ہیں اگر بفرض محال حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آجائیں تو کیا اس وقت ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی؟ اگر نہیں ٹوٹتی تو ایک امتی نبی حضرت مرزا صاحب کی شکل میں وہی پاور لیکر آجانے سے کیسے ٹوٹ سکتی ہے؟۔

ان علماء نے ایک دوسرے پر اتنے کفر کے فتوے دے رکھے ہیں کہ آج اسلام میں سوائے کافروں کے مسلمان ایک بھی نظر نہیں آتا ہر فرقہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ہر فرقے کا اسلام دوسرے فرقے کی نظر میں مشکوک ہے تو ایسے میں علماء سو کا احمدیوں کو کافر قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے؟

ایک سو سال سے زیادہ کے عرصہ سے یہ لوگ ہماری مخالفت کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو کافر قرار دے رہے ہیں ہماری مسجدیں شہید کر رہے ہیں ہمارے اموال لوٹ رہے ہیں ہماری جانیں لے رہے ہیں آگیں لگا رہے ہیں آخر انہیں کیا حاصل ہوا؟ جبکہ ہر طرف سے ان پر لعنتیں برس رہی ہیں اور جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل اور رحمتوں کی برساتیں برس رہی ہیں۔ سن 1994 میں مخالف علماء نے بنگلور میں ختم نبوت کے نام سے جماعت احمدیہ کے خلاف کانفرنس کی تھی اس دن سے لیکر آج تک صرف ہندوستان میں ۱۱ لاکھ افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے صرف اس سال اگست سے اگست تک دنیا بھر میں پچاس لاکھ افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ کیا خدا تعالیٰ ایک جھوٹے کی اس قدر حمایت و نصرت کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو صرف ایک مثال آسمانی کتابوں اور تاریخ عالم سے پیش کر کے دکھا دیں۔ دراصل یہ علماء جماعت احمدیہ کی ترقی کو دیکھ دیکھ کر بوکھلا گئے ہیں۔ یہاں تک کہ بوکھلاہٹ ہی نہیں اب تو پاگل پن کے دورے بھی پڑ رہے ہیں۔ اگر یہ واقعی سچے اور پکے مسلمان ہیں تو ایک جھنڈے تلے ایک امام کے پیچھے کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟

پھر آپ نے گذشتہ ہفتہ سالار ویکلی میں M.T.A مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے متعلق جسطرح کا جھوٹ لکھ کر حق و انصاف کا خون کیا ہے ایک دیانتدار صحافی کو زیب نہیں دیتا۔ اگر ایسے ہی چند اور صحافی پیدا ہو جائیں تو صحافت کی دنیا کا خدا حافظ۔ ہم یہود و نصاریٰ کو برا بھلا کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا سارا زور صحافت کے ذریعے اسلام اور مسلمان دشمنی میں لگا رکھا ہے کوئی موقعہ جانے نہیں دیتے اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کا کیونکہ ان لوگوں کے پاس وسائل ہیں آج ہمارے مخالف علماء و صحافی اُسی راستہ کو اپنا کر چل رہے ہیں اور راستہ بھی اپنایا ہے تو کس کا یہود و نصاریٰ کا اور دعویٰ مسلمان ہونے کا؟ جب محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام یہود و نصاریٰ کا رنگ پکڑ کر یہود و نصاریٰ بن سکتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے مسیح و مہدی کیوں نہیں آسکتے؟

آج کل جس قسم کی فحاشی ٹی وی پر دکھائی دے رہی ہے آج کل جس قسم کی بدکاری اور غلاظت ٹی وی کے ذریعہ پھیل رہی ہے کیا ایک مسلمان معاشرہ کو تاراج کرنے کیلئے یہ سب کافی نہیں ہے اس کے خلاف تو آپ خاموش اور پرسکون ہیں اس سے آپ کے عقائد نہیں بگڑتے ایمان نہیں بدلتے لڑکے لڑکیاں محفوظ رہتے ہیں چاہے گھروں میں امی ابا کی جگہ ڈیڈی ممی کہنے لگ جائیں۔ کیسٹ ایلبم کے ذریعہ مسلمان گھرانوں کے ماحول بگڑ جائیں نمازوں اور قرآن شریف کا پڑھنا بند ہو کر مائکل جیکسن کی مکروہ بے سری شیطانی چیخیں آنے لگیں۔ تب بھی آپ پرسکون اور خاموش ہی ہوں گے مگر تکلیف صرف مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے ہوتی ہے کیونکہ اس میں نہ بدکاری دکھائی دیتی ہے نہ فحاشی کی غلاظت دکھائی دیتی ہے نہ مائکل جیکسن کی بے سری چیخیں مسلم ٹیلیویژن احمدیہ یقیناً ان صحافیوں اور ان کے علماء کو پسند نہیں آتا جن کی طبیعتیں رنگین ہیں۔ جن کو قرآن شریف کی تلاوت اور درس قرآن مجید پسند نہیں جن کو درس حدیث شریف پسند نہیں جن کو اسلامی تعلیمات کا درس پسند نہیں جن کو تبلیغ اسلام پسند نہیں جن کو امام الزمان کی باتیں پسند نہیں وہ یقیناً M.T.A کو ناپسند کرتے ہوئے اُسے نہ دیکھنے کا فتویٰ دیتے ہیں کہتے ہیں کہ M.T.A کے متعلق قریب کی مساجد کے اماموں سے معلومات حاصل کریں تاکہ دین و ایمان کی حفاظت ہو۔ فحاشی اور رذالت کو دیکھنے کیلئے اماموں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوتا ہے M.T.A کی مخالفت کرنے والوں کی عقل عمر کے ساتھ کمزور ہو گئی ہے یا بڑھاپے کی وجہ سٹھیا گئی ہے۔

کاش کے یہ لوگ دیکھتے اور سمجھتے کہ M.T.A میں کیا دکھایا جا رہا ہے آج M.T.A بقا بن کر آیا ہے ایک مسلمان گھر کا۔ اس کی مخالفت کرنا خودکشی کرنے کے برابر ہے۔ مگر ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو لوگ مخالفت M.T.A کی کر رہے ہیں وہ چوری چھپے اس کو دیکھ رہے ہیں جسطرح ان کے بزرگ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کے صفحات کے صفحات چوری کر کے اپنی کتابوں میں چھاپ کر فتویٰ یہ دے دیا کہ مرزا صاحب کی کتابوں کو نہ پڑھیں اس سے دین و ایمان جاتا رہے گا مولانا نے یہ فتویٰ اسلئے دے دیا تھا تاکہ ان کی چوری نہ پکڑی جائے اسی طرح آج کے یہ علماء و صحافی فتویٰ دے رہے ہیں افسوس ہوتا ہے ان لوگوں کی روحانی حالتوں پر کہ اپنے ضمیر کا قتل کر کے کس طرح بے حیائی کے ساتھ زندہ ہیں اسلام قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر آپس میں مسلمانوں کو لڑاتے ہوئے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے ختم نبوت کا چھٹا رکن مولوی کا دیا ہوا ہے جسطرح کلاشنکوف پاکستان کے نوجوانوں کے ہاتھ میں مولوی کا دیا ہوا ہے جس طرح سپاہ محمدؐ سپاہ صحابہؓ کی فوجیں بنا کر مسلمانوں کا خون مسلمانوں کے ہاتھوں کرا رہا ہے ٹھیک اسی طرح ختم نبوت کا خود ساختہ عقیدہ مسلمانوں میں پھیلا کر اپنے غیر ملکی آقاؤں سے پیسہ اینٹھ رہا ہے مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون کرا کے جہاد کا نام دیتا ہے اور بڑے بڑے طلائی تمغے پا رہا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۰ کالم ۱-۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

میری نیک خو اہلیہ منصورہ اعجاز صاحبہ

(چوہدری اعجاز احمد - آرکیٹیکٹ - لنڈن)

میری اہلیہ مرحومہ منصورہ اعجاز صاحبہ میری ساتھی، میرے بچوں کی نہایت مشفق ماں، خلافت پر نثار ہونے والی، علیحدگی میں سوز و گداز سے لمبی نمازیں ادا کرنے والی، دعاؤں میں مثالی رنگ بھرنے والی اللہ تعالیٰ کے لئے بے چین رہنے والی بندی ۳۳ سال میرا ساتھ دے کر ۹ مئی ۹۸ء کو ۵۶ سال کی عمر میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملی جس سے ملنے کی اُسے بہت جلدی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم آف لاہور ہاؤس ربوہ' کی بیٹی اور حضرت حکیم رحمت اللہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ مرحومہ کا جنازہ حضور اقدس نے مسجد فضل لندن میں پڑھایا اور ازراہ شفقت و احسان جنازہ کو کندھا بھی دیا۔ مرحومہ تین لڑکے اور دو لڑکیاں یادگار چھوڑ کر ۱۰ مئی ۹۸ء کو احمدیہ قبرستان لندن کے قطعہ موصیان میں دفن ہوئیں۔

منصورہ جبیں نے اپنی تمام تعلیم ربوہ میں حاصل کی۔ ڈگری کے بعد تقدیر الٰہی سے ان کا رشتہ میرے والدین نے خاکسار کیلئے پسند کر کے نکاح کے بعد رخصتی لیکر دلہن کو ۱۹۶۵ء میں میرے پاس لنڈن بھجوادیا۔ لنڈن میں مقیم ان کی دو کلاس فیلوز نے ایئرپورٹ پر ان کو پہچان کر مجھ سے ملایا اور میں ان کو اپنے گھر لیکر پہنچا۔

مرحومہ عمومی طور پر ساری زندگی صحت مند رہیں۔ صرف ایک سال پہلے کینسر کی بیماری کا پتہ چلا جبکہ بیماری بہت بڑھ چکی تھی۔ فوری آپریشن ہوا۔ اس کے بعد مرحومہ نے ہسپتال کے علاج کی بجائے ہومیو پیتھک کو ترجیح دی اور صرف حضور اقدس کا علاج جاری رکھا۔ اس بیماری میں صحت نے بتدریج گرنا ہی تھا سو گرتی چلی گئی۔ تاہم حضور اقدس کی مشفقانہ دُعاؤں اور دواؤں کا یہ کرشمہ رہا کہ مرحومہ بیماری کے دوران آخری وقت تک ہر قسم کی دردوں سے بچی رہی حالانکہ شدید دردیں اس بیماری کا ایک لازمی حصہ ہوتی ہیں۔ دوران بیماری مجھے بتایا کہ میں کتنا بھی زور لگاؤں اپنی صحت اور زندگی کیلئے دُعا نہیں نکلتی۔ زبان رُک رہی ہے دعا نکلتی ہے تو صرف حضرت امیر المومنین کی صحت و سلامتی کیلئے اور اسلام و احمدیت کی ترقی کیلئے۔ بس یہی سارا وقت دُعا کرتی رہتی ہوں۔

مرحومہ اپنی زندگی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے اطلاعات پا چکی تھیں مثلاً یہ کہ دو سال باقی ہے اور وہی سال زندہ رہیں۔

وقت کے تعین کے لحاظ سے یہ کہ عید الضحیٰ کے دو دن بعد یا دو ماہ بعد وفات ہو گی۔ چنانچہ عید الضحیٰ کے دو ماہ پورے ہوئے تو اگلی ہی صبح وفات پائیں۔

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیگم حضرت مریم صدیقہ صاحبہ کے ساتھ ایک بڑے وسیع کمرہ میں ہیں جبکہ مرحومہ بیگم صاحبہ نے بڑی اعلیٰ قسم کی سبزیاں، پھل اور میوے وغیرہ کاٹ کر پیش کرنے کیلئے سجا رکھے ہیں اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ انتظار میں ٹہل رہے ہیں اور وہ جگہ اور چیزیں دنیاوی چیزوں کی طرح معلوم تو ہوتی ہیں مگر اُن کی شان اور خوشنمائی ناقابل بیان ہے۔

اس کے علاوہ مرحومہ کے کئی ایک عزیزوں، پیاروں اور دوستوں نے بھی بہت سی خبریں پالی تھیں جو پوری ہونے کے علاوہ بہت ہی قابلِ رشک تھیں اور مرحومہ کی نیک سیرت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہیں۔

مرحومہ کی زندگی کے جو پہلو مجھے بہت زیادہ پسند تھے اُن میں سے اوّلین یہ تھا کہ علیحدگی کی نمازیں لمبی اور سنوار کر ادا کرتی تھیں خاص دُعاؤں کے مواقع اتنے پُر سوز ہوتے تھے کہ پاس والا یہ گمان کر لیتا کہ یہ دعا قبول ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ذکرِ الٰہی بہت محبوب مشغلہ تھا روزمرہ کا دستور تھا کہ چلتے پھرتے سفر و حضر میں، کچن میں کام کرتے جتنا بھی موقعہ ملتا اس میں ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتیں سوتے وقت ہمیشہ باقاعدگی سے دوپٹہ اوڑھ کر سوتیں تاکہ ذکرِ الٰہی کرتے کرتے سو جائیں اور جب رات کو پہلو بدلتے آنکھ کھل جائے تو بلا توقف پھر سے ذکرِ الٰہی جاری رکھ سکیں۔ بیماری میں جب کمزوری اور بے چینی زیادہ ہو گئی تو اپنا دوپٹہ خود سنبھال نہیں سکتی تھیں بار بار کروٹ بدلنے کی وجہ سے آنے جانے والوں سے اپنے سر پر دوپٹہ ٹھیک کرواتیں تاکہ ذکرِ الٰہی میں وقفہ نہ آئے۔

بیماری کے آخری ایام میں بڑی حسرت سے کہتیں کہ اب لمبی نماز نہیں پڑھ سکتی اور مختصر سے تسلی نہیں ہوتی۔ بعد ازاں بیماری اور بڑھی تو اس دکھ کا بھی اظہار کیا کہ رکعات کی تعداد کا علم نہیں رہتا کیا کروں۔ قرآن کریم کی تلاوت بیماری میں بھی جاری رکھتیں اور جب قرآن کریم کو خود سنبھال کر تلاوت نہ کر پاتیں تو دوسروں سے تلاوت سنتیں اور تسکین پاتیں اور کہتیں کہ تلاوت سن کر میری بیماری کم ہو جاتی ہے اور بہت سکون ملتا ہے۔ بیماری کی ایسی حالت میں جیسے بھی بن پڑا مرحومہ بڑی استقامت و صبر سے وقت گذارتی رہیں۔ جب ادویہ نے کام کرنا چھوڑ دیا اور خوراک بھی اندر جانا بند ہو گئی تو ایک رات بے چینی اور گھبراہٹ اتنی زیادہ ہو گئی کہ اس کی تاب نہ لا سکیں تو سورہ یٰسین پوری سننے کے بعد آخری دو منٹ لمبے لمبے کھینچ کر سانس لئے اور اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں جس کو ملنے کیلئے بہت بے چین تھیں۔ آخری سانس کے وقت چہرے پر تکلیف اور تناؤ کا بہت اثر تھا جو کہ دیکھتے ہی دیکھتے فوراً پُر سکون مسکراتے ہوئے چہرہ میں بدل گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کو جہاں اپنے خالق و مالک سے ملنے کا شوق تھا وہاں اپنے حساب کتاب سے بھی بہت خائف رہتی تھیں۔ ایک رات اسی فکر میں سارا وقت جاگ کر ذکر الٰہی اور استغفار کرتے گذار دیا جبکہ اللہ تعالیٰ بھی جواباً انہیں کچھ کچھ دیر بعد فلا توجل کے الفاظ میں تسلی دیتا رہا کہ تو کوئی ڈر نہ کر۔

مرحومہ کو جھوٹ، ظلم اور ناانصافی سے سخت نفرت تھی۔ حق اور مظلوم کا کھل کر ساتھ دیتیں خواہ خود کو پریشانی یا تکلیف ہی اُٹھانا پڑتی۔ غریبوں کی اپنی استعداد کے مطابق امداد کرنے میں حتی المقدور کوشاں رہتی تھیں۔ اپنے بچوں کو پابندی صوم و صلوٰۃ، راستی، خدمت دین، فدائیت خلافت اور دُعاؤں کیلئے ہمیشہ ترغیب و ہدایت دیتی رہتی تھیں۔

مرحومہ کو اپنی دُعاؤں پر بہت بھروسہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو غیر معمولی توکل تھا اس کے سامنے میرے جیسے کا توکل علی اللہ تو ایک بے حقیقت چیز بن کر رہ گئی۔ واقعہ یوں ہے کہ چند سال قبل مکان کی توسیع وغیرہ کرانے کا کام کروایا جا رہا تھا کہ بعض بڑے بڑے غیر متوقع کام بوجہ مجبوری کرنے پڑ گئے اور اندازے سے کہیں بڑھ کر کام کروانا پڑ گیا جس کی وجہ سے ابھی بہت سارے کام باقی تھے کہ ساری رقم ختم ہو گئی۔ ہمارے ایک صاحب حیثیت عزیز نے ہمیں کچھ رقم قرض دینے کا اظہار کیا ہوا تھا اسلئے اس پر بھروسہ کئے بیٹھے تھے۔ چنانچہ جب خاکسار اُن کے گھر اس قرض کی درخواست لیکر حاضر ہوا تو اُنہوں نے کچھ مجبوری سی ظاہر کر دی تو مجھے بڑا دھکا سا لگا۔ میں نے اسی وقت وہیں پہ یہ فیصلہ کیا کہ کسی سے بھی اب قرض نہیں مانگنا۔

اللہ تعالیٰ جب بھی جیسا بھی سامان پیدا کریگا تب باقی کام کروائینگے۔

جب گھر لوٹا تو مرحومہ کو بھی میری طرح سخت پریشانی ہوئی کہ گھر ٹوٹا پھوٹا ہے اس میں کیسے کتنا عرصہ رہینگے۔ مجھ سے پوچھا اب کیا ہو گا۔ کیا کوئی اور بندوبست کر سکتے ہو تو میں نے کہا کہ مجھے تو کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا جہاں سے اتنی بڑی رقم مل سکے۔ اس پریشانی کی حالت میں ہم نے رات گذار دی۔ صبح ناشتہ کے بعد مرحومہ نے کہا: "اچھا تو انہوں نے انکار کر دیا ہے اور اب اور کوئی امید بھی نہیں ..." اس کے بعد یکدم تحدی سے بولیں "آپ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے تمام تعمیری کاموں کو جاری رکھیں۔ کسی ایک کام کو بھی بند نہیں کرنا۔ سب کام معیاری طور پر ختم کرانے ہیں ان کاموں کے ساتھ اب وہ کام بھی آج ہی شروع کروا دیں جن کاموں کو رقم کی قلت کی وجہ سے ہم نے دو سال تک ملتوی کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یاد رکھیں کام ایک دن کیلئے بھی بند نہ ہونے پائے" میں نے حیرت سے پوچھا کیا کوئی خواب دیکھا ہے یا پھر کسی سے قرض ملنے کی امید ہے؟ کہنے لگیں "نہ میں نے کوئی خواب دیکھی ہے اور نہ ہی کسی نے مجھے قرض دینے کیلئے اشارہ کیا ہے۔ بس آپ کام جاری رکھیں۔ میں نے کہا کہ ساز و سامان والے اور مزدوری کرنے والے تو رقم کی آمد تک انتظار نہیں کرتے۔ ایسے ہی کہیں ہمیں شرمندگی نہ اُٹھانی پڑ جائے۔ یہ تو کئی ہزار پونڈ کا معاملہ ہے۔ اسلئے ہمیں تمام کام اس وقت تک روک دینا چاہئے جب تک اللہ تعالیٰ رقم کا بندوبست نہ کر دے۔

مرحومہ نے پھر زوردار الفاظ میں کہا "ہرگز نہیں ایک دن کیلئے بھی کام بند نہیں کرنا۔ ہم نے نہ کسی سے رقم مانگنی ہے نہ ہی کوئی کام بند کرنا ہے بلکہ وہ سارے کام بھی ابھی کرنے ہیں جن کو دو سال بعد کرنے کا پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ خود سامان پیدا کرے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔ ہم نے صرف دُعا کرنی ہے" میں نے کچھ کہنے کی کوشش کی تو کہنے لگیں "آپ کا کام صرف کام کروانا ہے کراتے جائیں رقم کی ذمہ داری میری ہے۔ ہر ہفتہ ضرورت کے مطابق مجھ سے آکر رقم لے لیا کریں" میں حیرت زدہ اور گم سُم ہو کر چپ ہو گیا۔

چنانچہ کام جاری رکھا گیا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ ضرورت کے مطابق حیرت انگیز طور پر ساتھ ساتھ بڑی بڑی رقوم کا بندوبست کرتا رہا حتی کہ تمام کام احسن طور پر اور معیاری طور پر مکمل ہو گئے۔ فالحمد للہ علی ذالک

اس عرصہ میں مجھے تین بار یہ خیال آیا کہ فلاں فلاں جگہ سے رقوم مل گئی ہیں اب اور کہاں سے آئیں گی۔ اب تو کام بند کرنا ہی پڑے گا مگر تینوں دفعہ مرحومہ نے غیر متزلزل طور پر اپنے پہلے والے الفاظ دہرائے کہ کام بند نہیں کرنا اور جو کام نہیں بھی کرنے تھے وہ بھی ابھی کرنے ہیں۔ ہفتہ کے آخر پر مجھ سے رقم لے لیں۔ یہ سن کر مجھے سخت حیرت ہوتی تھی مگر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ اپنی بندی کا ساتھ دیتا اور حیرت انگیز طور پر عین وقت پر بڑی بڑی رقوم کا خود بندوبست کر دیتا۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جس طور پر معجزنمائی فرماتے ہوئے بڑی بڑی رقوم کا بندوبست کیا وہ بھی بہت عجیب اور ازدیاد ایمان کا موجب ہے۔ مثلاً مرحومہ اپنے بچوں کی خاطر ہر ماہ کچھ رقم ایک تجارتی کمپنی میں جمع کروایا کرتی تھیں مگر بعض اصولوں کے مطابق یہ جمع شدہ رقم فی الحال نہیں مل سکتی تھی۔ مگر ہمارے ان خاص حالات میں کمپنی نے ایک دن اچانک فیصلہ کر دیا کہ ہم آپ کو چار ہزار پونڈ کے قریب کی رقم ادا کر رہے ہیں۔ سو وہ وصول ہو گئی۔

اسی طرح خاکسار کی پنشن کے سلسلہ میں ایک رقم ملنے سے انکار ہو چکا تھا۔ ان دنوں دوبارہ کوشش کی گئی تو چند دنوں میں مسئلہ حل ہو کر آٹھ ہزار پونڈ کی رقم مل گئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اس کے بعد ہم سے بہت محبت و خلوص رکھنے والے نے مکان کی خرید اور مرمت کے سلسلہ میں دو ہزار کا غیر معمولی تحفہ بھیج دیا۔ اس کے علاوہ بیرونِ ملک سے بھی تین عزیزوں مخلصوں

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ صفحہ 8

جہاں کہیں بھی قرآن مجید میں دیکھا جائے قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اجرائے نبوت کا ہی ذکر ملتا ہے حدیثوں میں امام مہدی و مسیح موعود کو ایک شخص کے ہی دو نام قرار دیا گیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کو ایک سو بیس سال بتایا گیا ہے اور ان کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اگر زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے پھر بھی علماء ہیں کہ بیکار کی رٹ لگائے بیٹھے ہیں قرآن مجید نے حضرت مسیح کو بنی اسرائیل کا رسول بنی اسرائیل کا نبی قرار دیا ہے انجیل میں وہ خود اپنے کو بنی اسرائیل کی طرف منسوب کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی طرف نہیں بھیجا گیا۔ میرے بچوں کی روٹی کتوں کے آگے مت ڈال سوروں کے آگے موتیوں کو مت ڈال کہہ کر دوسری قوموں کو سور اور کتا قرار دیتے ہیں مگر علماء کو دیکھیں ان واضح اقوال و ارشادات کے باوجود انہیں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ اسلام و رسولؐ دشمنی ہی تو ہے جو علماء کی طرف سے ہونے کی وجہ سے قوم مسلم کو ایک نہ ختم ہونے والے عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔

میں ان علماء اسلام کہلانے والوں کو جو احمدیت کی مخالفت میں مسلمانوں کو M.T.A دیکھنے سے روک رہے ہیں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب مرحوم کے الفاظ میں آواز دیتا ہوں۔

"آہ! کاش۔ مجھے وہ صور قیامت مل جاتا جس کو لیکر میں پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر چڑھ جاتا۔ اس کی ایک صدائے رعد آسائے غفلت شکن سے سرگشتگان خواب علت و رسوائی کو بیدار کرتا اور چیخ چیخ کر پکارتا کہ اٹھو! بہت سوچکے اور بیدار ہو کہ اب تمہارا خدا تمہیں بیدار کرنا چاہتا ہے۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ دنیا کو دیکھتے ہو پر اس کی نہیں سنتے جو تمہیں موت کی جگہ حیات اور زوال کی جگہ عروج اور ذلت کی جگہ عزت بخشنا چاہتا ہے؟

(نقوش ابو الکلام آزاد صفحہ 105 مولفہ مولانا عبد المجید سوہدروی)

علامہ نیاز فتحپوری جماعت احمدیہ کے متعلق رقم فرماتے ہیں۔

"اس وقت مسلمانوں میں ان کو (احمدیوں کو) بے دین و کافر کہنے والے تو بہت ہیں لیکن مجھے تو آج ان مدعیان اسلام کی جماعتوں میں کوئی جماعت ایسی نظر نہیں آتی جو اپنی پاکیزہ معاشرت اپنے اسلامی رکھ رکھاؤ اپنی تاب مقاومت اور خوئے صبر و استقامت میں احمدیوں کے خاک پا کو بھی پہنچتی ہو۔ (ماہنامہ نگار لکھنؤ جولائی 1960ء)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب مرحوم کی حضرت مرزا صاحب کے متعلق سچی گواہی۔ فرماتے ہیں۔

کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے متقی کی زندگی بسر کی غرضکہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ایک ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا"۔ (اخبار وکیل امرتسر 30 مئی 1908ء)

علامہ نیاز صاحب ایک اور وقت میں رقمطراز ہیں وہ بڑے غیر معمولی عزم و استقلال صاحب فراست و بصیرت انسان تھا جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کا دعویٰ تجدید و مہدویت کوئی یادر ہوا بات نہ تھی"

(ماہنامہ نگار لکھنؤ نومبر 1959ء)

پس یہ وہ آپ کے جلیل القدر بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود و مہدی معہود کو قبول تو نہیں کیا مگر حق کو بھی نہیں چھپایا۔ علماء سو کے خوف سے صحافت کا خون نہیں کیا پوری دیانتداری کے ساتھ ان بزرگوں نے صداقت کو پیش کیا ہے جو رہتی دنیا تک ان کے نام بھی ان کی پر خلوص تحریرات کے ساتھ روشن رہیں گے۔

علماء سو ہوں یا مسٹر بھٹو یا جنرل ضیاء یا مولوی ثناء اللہ امرتسری یا محمد حسین بٹالوی یا مولوی نذیر حسین دہلوی جنہوں نے بھی جماعت احمدیہ پر ہاتھ ڈالنے کی ناکام کوششیں کیں انجام عبرتناک موتوں کی شکل میں سامنے ہے تاریخ گواہ ہے حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت نبی کریم ﷺ تک ہر ایک مامور کی قوم نے اس کی مخالفت کی کفر کے فتوے دیکر قتل کے منصوبے بناتی چلی آئی ہے مگر قومیں مٹ گئیں خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عظیم الشان کامیابی سے نوازتا چلا آیا ہے اور آج بھی ہو رہا ہے ہوتا رہے گا۔ خدا تعالیٰ مولوی کے فتووں کا پابند نہیں اور مولوی خدا نہیں ہے کہ اپنے فتووں سے خدا کے بندوں کے کفر و ایمان کا محاسبہ کرکے جنت اور دوزخ میں بھیج دے کیا وہ خود بتا سکتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے ہرگز نہیں۔ دنیا چند روزہ ہے اور زندگی کا بھروسہ نہیں کیوں آپ اور آپ کے مولوی خدا اور اس کے رسول کو خوش کرنے کی کوشش نہیں کرتے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ایسی اولادیں چھوڑ کر مریں جو صرف اور صرف اسلام کی سربلندی اور خدا اور رسول کی خوشنودی کیلئے جیتی ہوں اس کیلئے شرط اول یہ ہے کہ آپ احمدیت کی مخالفت کو ترک کر کے حضرت مرزا صاحب کو قبول کرلیں۔ احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے مولوی کی گیدڑ بھبکیاں اسے ڈرا نہیں سکتی۔

فقط والسلام خاکسار محمد عظمت اللہ قریشی۔
سیکرٹری تبلیغ و تربیت بنگلور۔

بقیہ صفحہ 9

نے ہمارے مانگے بغیر از خود ہی خیال کر کے رقوم بھجوادیں کہ جب مرضی ہو واپس کر دینا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے احسان کے بعد احسان فرمایا اور ہمیں وہ ساری کی ساری رقم مہیا ہوگئی جس سے ہمارے وقتی کاموں کے علاوہ وہ کام بھی مکمل کروا دیئے جو سال دو سال بعد میں کرنے کا سوچا ہوا تھا۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

اس طرح مرحومہ نے اپنے توکل علی اللہ کا ایک غیر معمولی معیار قائم کرکے اور اپنی دعاؤں کا پھل پاکر ہمیں ایک عمدہ سبق سکھایا ہے اور اس کا میرے دل و دماغ پر گہرا اثر ہے۔

ایک دوسرا قابل ذکر واقعہ یہ بھی ہے کہ تین سال قبل ہمارے ذرائع آمد میں عارضی طور پر خاصی کمی آگئی۔ بہت تشویش تھی کہ وقت کیسے گذرے گا۔ ایسی حالت میں ایک دن مرحومہ نے مجھے کہا کہ ابھی بنک جائیں اور حساب کا پتہ کریں ایک دو پونڈ جو اکاؤنٹ کھلا رکھنے کیلئے ضروری ہیں اس کے علاوہ سب رقم نکلوا کر چندہ میں دے آئیں۔ چنانچہ یہ تین صد کے قریب رقم تھی جو نکلوا کر اسی روز چندہ میں دے کر رسید لیکر گھر لوٹا۔ الحمد للہ ہمارا بعد کا وقت غیر متوقع طور پر خود بخود پہلے سے بہت بہتر ہو گیا۔

مرحومہ انفاق فی سبیل اللہ کیلئے فراخ دل رکھتی تھیں اور تمام تحریکات میں حصہ لیتی تھیں۔ وقتاً فوقتاً اپنے زیور کا کوئی نہ کوئی حصہ چندہ میں دے دیتی تھیں۔ مرحومہ کے پاس بہت زیور تھا مگر وفات کے وقت صرف سونے کی ایک زنجیر اور دو چوڑیاں باقی تھیں جو پہن رکھی تھیں اور یہ اپنی دونوں بیٹیوں کو دینے کیلئے کہہ گئی تھیں۔

اس کے علاوہ جماعتی خدمت کا بہت شوق تھا مگر ہمیشہ عام سی ڈیوٹی ادا کرنا پسند کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں اور خدمات کو قبول فرما کر اُن کے درجات بلند کرے اور اللہ تعالیٰ ہم سب پسماندگان کو مرحومہ کی نیک مثالوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُس کی نیک خواہشات اور کاموں کو آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

مجلس انصار اللہ قادیان کے زیر اہتمام تربیتی اجلاس

۹۹-۱-۲۷ کو مسجد اقصیٰ قادیان میں مجلس انصار اللہ قادیان کا ایک تربیتی اجلاس بعد نماز عشاء محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی مہمان خصوصی تھے۔ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مدرس مدرسہ احمدیہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم مولوی عبد الکریم صاحب ملکانہ نے نظم پڑھی۔ بعدہ مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید قائمقام ناظر امور عامہ نے مختصر طور پر قادیان میں لگائی جانے والی الیکٹرانک ٹریننگ کلاس کے اجراء اور اس سلسلہ میں مکرم رشید خالد صاحب کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ فرمایا اور ۱۹۹۸ء کی ٹریننگ کلاس کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے عزیز عاشق حسین صاحب آف آسنور کشمیر کو مکرم خالد صاحب کی طرف سے دیئے جانے والے خصوصی انعام کی تفصیل بیان کی کہ ۲۰ ہزار روپے مالیت کی ایک وائنڈنگ مشین اور ڈریل مشین ان کی خصوصی کارکردگی کی بنا پر انہیں دی جا رہی ہے۔ یہ انعام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیز کو اس موقعہ پر اپنے دست مبارک سے عطا فرمایا۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں محنت سے کمائی ہوئی حلال روزی کی برکات کا ذکر فرمایا اور احمدی نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ کسی کام کو حقیر نہ سمجھیں بلکہ ہر چھوٹے بڑے کام کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سرانجام دیں۔ اور محنت و مشقت سے اپنے لئے حلال روزی کمانے کو عار نہ سمجھیں۔

آپ کے خطاب کے بعد مکرم داؤد احمد صاحب ناصر نے اپنے عمرہ کے حالات نہایت تفصیل اور عمدگی سے بیان فرمائے۔ موصوف حال ہی میں زیارت بیت اللہ اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد قادیان تشریف لائے تھے۔ آخر پر محترم صدر اجلاس نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور حاضرین کو نصائح کیں۔ دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
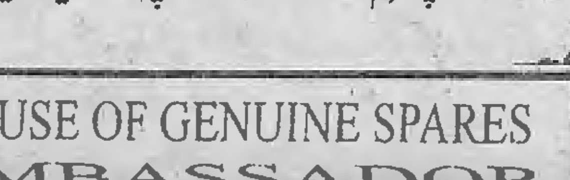
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | احمد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
☎: SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۵۰۱۴: میں محمد رشید طارق ولد مکرم محمد سعید انور مودھا قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۶-۱۲-۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔
اس وقت میری ماہوار تنخواہ -/۲۰۳۴ روپیہ ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔
اس کے علاوہ اگر مزید کبھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	محمد رشید طارق	محمد نعمان کارکن دفتر بہشتی مقبرہ

لجنہ وناصرات الاحمدیہ موسیٰ بنی مائنز کا لوکل اجتماع

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ موسیٰ بنی مائنز (بہار) کا لوکل اجتماع ۲۳ تا ۲۹ / اکتوبر ۹۸ء منعقد ہوا۔ جس میں لجنہ وناصرات کے مقررہ گروپوں میں علمی وورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نمایاں پوزیشن لینے والی ممبرات کو انعامات دیئے گئے۔ آخری روز مشترکہ کلو اجمیعا ہوا۔ اجتماع کو کامیاب بنانے والے جملہ منتظمین و معاونین کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ (رضیہ بیگم صدر لجنہ موسیٰ بنی مائنز)

لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کا سالانہ اجتماع

لجنہ اماء اللہ حیدر آباد آندھرا پردیش کا سالانہ اجتماع ۸ / نومبر ۹۸ء کو صبح ۱۱ بجے احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرمہ محمودہ رشید صاحبہ نائب صوبائی صدر لجنہ نے کی۔ حسب پروگرام تلاوت نظم عہد اور تقاریر کے علاوہ اوّل ودوئم معیار کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اسی طرح موم بتی جلانے اور بسکٹ کھانے کا مقابلہ بھی ہوا جس سے ممبرات بہت محظوظ ہوئیں۔ نمایاں پوزیشن لینے والی ممبرات کو انعامات دیئے گئے۔ (بشریٰ مبارکہ نائب جنرل سیکرٹری لجنہ حیدر آباد)

جلسہ یوم امہات

کانپور ۱۳ / دسمبر ۹۸ء لجنہ اماء اللہ کانپور نے جلسہ یوم امہات شفیع ہال میں منعقد کیا۔ تلاوت و عہد کے بعد تقاریر ہوئیں جس میں تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ (شگفتہ ناز سیکرٹری لجنہ کانپور)

☆ - بلاری ۲۱ / نومبر ۹۸ء کو لجنہ اماء اللہ نے جلسہ یوم امہات نہایت شاندار طریق پر منایا۔ جس میں لجنہ و ناصرات کی ممبرات نے مختلف عناوین پر تقریریں کیں اور نظمیں پڑھیں۔ اور تربیت اولاد پر زور دیا گیا۔

(شہناز بیگم صدر لجنہ بلاری)

درخواست دعا

خاکسار کے بچوں کے سالانہ امتحان ہونے والے ہیں بڑی بیٹی دسویں کا امتحان دے رہی ہے سب کی نمایاں کامیابی اور بہتر مستقبل کے لئے۔ والدین کی صحت وسلامتی نیز والدہ کی آنکھوں کی بینائی بحال ہونے اور جملہ پریشانیوں سے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۵۰ روپے ...... حمیدہ نصرت آف حیدر آباد)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002 6707555

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

شکریۂ احباب و درخواست دُعا

خاکسار کے بیٹے عزیز ہمایوں کبیر مرحوم کے المناک حادثہ پر خاکسار کے ساتھ اور خاکسار کی بہو سلمہا کے ساتھ بہت سے کرم فرماؤں دوستوں اور عزیزوں نے زبانی اور خطوط کے ذریعہ دلی تعزیت اور محبت و اخلاص کا سلوک فرمایا ہے سب کی خدمت میں الگ الگ خطوط لکھنا اور ان کو جواب دینا ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ ہم غمزدہ اہلِ خانہ ان سب کی خدمت میں اس تحریر کے ساتھ بہت شکریہ ادا کرتے ہیں اور دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہم سب کا خود کفیل ہو اِس عظیم صدمہ کو محض اپنے فضل سے برداشت کرنے کی توفیق عطا کرے، اور میری بہو اور بچوں کا ہر لمحہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین

(ڈاکٹر غلام احمد ربانی درویش قادیان)

ولادت

میرے بیٹے عزیز محمد رشید طارق کو اللہ تعالیٰ نے بتاریخ 98-12-23 پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جسکا نام حضور انور نے "حفصہ طارق" تجویز فرمایا ہے۔ جو "وقف نو" میں شامل ہے۔ نو مولودہ مکرم حافظ صالح محمد صاحب الٰہ دین سکندر آباد کی نواسی ہے۔ نو مولودہ کی صحت و تندرستی درازی عمر، صالح خادم دین بننے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (رشیدہ بیگم قادیان بیوہ مکرم محمد سعید انور مودھا مرحوم)

درخواست دعا

● مکرم مسعود احمد صاحب ڈار آف آسنور کے بھانجے مکرم نعیم احمد صاحب ڈار آسنور چند دنوں سے سخت بیمار ہیں موصوف کی کامل صحت و سلامتی درازی عمر نیز اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور کاروبار میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ایک صد روپے ...... مینجر بدر)

● عزیز طاہر احمد عارف مقیم لوناوالہ مہاراشٹر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی جملہ مشکلات اور پریشانیوں کے اِزالہ۔ رزق اور اموال میں خیر و برکت۔ بچوں کے نیک و خادم دین بننے نیز دینی و دنیاوی علوم میں کامیابی و ترقیات کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے)

(خاکسار محمود احمد عارف قادیان)

ارشاد نبوی
خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652
رہائش- 243-0794 27-0471

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Dist Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 48 Thursday, 18th Feb 1999 Issue No : 7

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX:(091) 01872-20105

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ

سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔ میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں"۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا کی سائنسوں کے اور فلسفے کے جتنے احمدی طالب علم ہیں وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ اگر ان کو بھی یہ وہم ہے کہ دنیا کی سائنسیں اور فلسفے اسلام پر غالب آسکتے ہیں تو اس وہم کو دل سے اکھاڑ کر پھینک دیں۔ یہ ایک ناپاک وہم ہے۔

"آپ کو یاد رہے کہ قرآن کا ایک نقطہ یا شعشہ بھی اولین اور آخرین کے فلسفہ کے مجموعی حملہ کے ذرہ سے نقصان کا اندیشہ نہیں رکھتا۔ وہ ایسا پتھر ہے کہ جس پر گرے گا اس کو پاش پاش کر دے گا اور جو اس پر گرے گا وہ خود پاش پاش ہو جائے گا"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۴،۲۵۵)

آنے والوں کے تعلق میں اہم نصائح

حضور نے فرمایا کہ بہت کثرت سے احمدی ہو رہے ہیں، لکھو کھہا۔ اتنے کہ آپ کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ نہیں آسکتا تھا۔ اب تک صرف ہندوستان میں گزشتہ کوششوں کے نتیجہ میں جو صرف چند سال کی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سولہ لاکھ احمدی ہو چکے ہیں۔ ان میں سے بکثرت ہندوؤں سے بھی آئے ہیں، سکھوں سے بھی آئے ہیں، دہریوں سے بھی آئے ہیں۔ وہ جو مسلمان کہلاتے تھے ان کو بھی سچا اسلام احمدیت میں آکر نصیب ہوا ہے۔ تو ہر طرف سے، ہر قوم سے شامل ہونے والے آئے ہیں۔ اور چند سالوں میں سولہ لاکھ سے زائد ہندوستان میں بیعتیں ہو چکی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے ہندوستان سے جو رپورٹیں آیا کرتی تھیں ان کا تمام ہندوستان کا بیعت کرنے والوں کا مجموعہ ہزار سے نہیں بڑھتا تھا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ بڑے سخت دل ہیں، بڑا مشکل کام ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا مگر جب خدا چاہے تو پھر کیسے نہ ہو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو اللہ نے سنا اور ہندوستان کی عظمت جو محمدؐ رسول اللہ کے قدم سے تھی اس عظمت کو اب دوبارہ بحال کرنے کا خدا نے ارادہ کر لیا ہے۔ قلعہ ہند تھا جس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پناہ گزیں ہوئے اور آپ دیکھیں گے کہ اسی قلعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ آوازیں بلند ہونگی جو تمام دنیا کے دل دہلا دیں گی اور ہر حملہ آور کے حملے کو ناکام کر دیں گی۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا قدم بلند سے بلند ترین مینار پر مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں اب میں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ ہمیں ان سب کو سنبھالنا ہے۔ وہ جماعت جن کے بچے کروڑوں تک پہنچ چکے ہیں، وہ ہندوستان جس میں اب تک سولہ لاکھ بچے محمد مصطفیٰؐ کی گود میں پناہ لے چکے ہیں اور جن کے متعلق امید ہے کہ جلسہ سالانہ یو۔کے۔ تک ہرگز بعید نہیں کہ ۲۰ لاکھ تک پہنچ جائے اور میں اللہ کے گھر سے امید رکھتا ہوں کہ جس طرح اب تک میری نیک تمنائیں پوری کرتا رہا ہے اس تمنا کو بھی پورا کرے۔ اور جب یہ بیس لاکھ تک پہنچیں گے تو پھر آگے اس کی رفتار بہت تیز ہو جائے گی۔ حضور نے فرمایا مگر یہ فتوحات اگر دلوں کی فتوحات نہیں ہیں تو کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ یہ دعا ہے جس میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ شامل ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی ذمہ داریاں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے نصیحت فرمائی کہ اپنے مالی نظام کو مستحکم کریں اور اس طرح مستحکم کریں کہ جہاں بھی نئے آنے والے ہیں ان کو ضرور کچھ نہ کچھ چندے کی توفیق ملے۔ کوشش کریں کہ ایک بھی نہ رہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی پاک جماعت میں شامل ہونے کے بعد مالی قربانی میں پیچھے رہ جائے۔ حضور نے فرمایا بہت کثرت سے ان میں غرباء ہیں اتنے غرباء ہیں کہ ان کے تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے بھی میسر نہیں۔ بکثرت ایسے لوگ ہیں جن کے پاؤں میں جوتیاں نہیں ہیں اور خاردار رستوں پہ اسی طرح چلتے ہیں۔ پس ان کے لئے دنیاوی لحاظ سے سب سے بڑی خدمت یہ ہوگی کہ ان کو چندوں پر آمادہ کریں اور یقین دلائیں کہ ان کے چندے کی قربانی کو اللہ تعالیٰ بے انتہا بڑھائے گا اور ان کے لئے اس سے بہتر معاشی اور اقتصادی منصوبہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ ان کو خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے پر آمادہ کرے اور آپ دیکھیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ دیکھتے دیکھتے انہی غرباء میں سے اللہ تعالیٰ بڑی بڑی قربانیاں پیش کرنے والے، بے حد چندے دینے والے پیدا فرما دے گا۔

حضور نے ان کو خصوصی دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور ہر قدم پر ان کی واپسی بھی آسان فرما دے۔ ان کی طرف سے کوئی دکھ کی خبر ہمیں نہ پہنچے۔ یہ جس طرح اللہ کی حفاظت میں خیریت سے آئے ہیں اس سے بڑھ کر اللہ کی حفاظت میں خیریت سے واپس اپنے اپنے وطنوں کو لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کو آئندہ کے لئے ہمارا سرمایہ بنا دے۔ اب تو یہ منافع ہیں اور اس سارے منافع کو ہم نے دوبارہ اللہ کی راہ میں جھونک دیا ہے اب خدا کرے کہ یہ سرمایہ بن کر ابھریں اور اس سرمایہ سے پھر آگے بے حساب منافع نصیب ہو۔

اس کے بعد حضور نے قادیان کے کارکنان کی بے حد محنت اور قربانی سے جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش پر ان کی تعریف و تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ میں اور پچھلے جلسوں میں ایک فرق ہے۔ پچھلے جلسوں میں اس خیال سے کہ قادیان کے کارکنان زیادہ تربیت یافتہ نہیں رہے جبکہ ربوہ میں اللہ کے فضل سے بہت ہی تربیت یافتہ منتظمین موجود ہے۔ وہ لکھو کھہا کا کام آسانی سے سنبھال سکتے ہیں۔ اس خیال سے ہمیشہ میں ربوہ سے بعض منتظمین کو وہاں بھجوایا کرتا تھا کہ اگرچہ نام کے لحاظ سے وہی منتظم کام کریں گے مگر آپ نگرانی رکھیں۔ ان کی مدد کریں۔ ہر قدم پر ان کی راہنمائی فرمائیں تاکہ ان کے لئے کام آسان ہو جائیں۔ اس دفعہ پاکستان اور ہندوستان کے جو آپس میں اختلافات ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس نوبت تک پہنچیں گے اس کی وجہ سے پاکستان کے ایک بھی سلسلہ کے کارکن کو میں وہاں نہیں بھجوا سکا۔ حضور نے فرمایا اور یہ خوشخبری ہے کہ یہ پہلا جلسہ ہے جس میں تمام تر ذمہ داری مقامی کارکنان کے سر پر تھی اور نہایت عمدگی سے اس کام کو انہوں نے نبھایا ہے۔ اس وجہ سے اب میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ جو بھی حالات ہوں اب مجھے ربوہ کے منتظم بھجوانے کی آئندہ کبھی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اپنے شوق سے ثواب کی خاطر جائیں، شامل ہوں، مگر مہمان کے طور پر۔ اب منتظم قادیان کے ہی ہیں اور شاید یہ اللہ نے انہیں بڑے بڑے قافلوں کے لئے تیار کیا ہے۔ لاکھوں کروڑوں کی مہمان نوازی کرنے کے لئے اللہ نے انہیں تیار فرمایا ہے۔ الحمد للہ کہ اب قادیان اپنی ذمہ داریاں خود ادا کرے گا۔ حضور نے تمام احباب کو ان سب کے لئے عمومی طور پر دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ اسی طرح ان خاص معزز مہمانوں کے لئے بھی جو محض اپنی شرافت اور انکساری کے ساتھ اپنی دنیوی عظمتوں کے باوجود قادیان کے جلسہ میں غریبانہ حاضر ہو گئے ہیں۔ اللہ ان سب مہمانوں کو بے انتہا جزا دے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور ہندوستان کے وہ معزز اہل حکومت جنہوں نے ہر قدم پر تعاون کیا، غیر معمولی تعاون، پیغامات بھیجے، وزراء حاضر ہوئے اور قادیان کی اس بستی میں چلے آنا یہ ہندوستانی حکومت اور اہل ہندوستان کی دل کی کشادگی کا مظہر ہے۔

حضور نے فرمایا اب میں اور کیا کہہ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ کاش پاکستان کے رہنما ہندوستان سے گندی باتیں نہ سیکھیں مگر یہ اچھی بات تو سیکھ لیں۔ حکومت میں ایک وسعتِ حوصلہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور قرآن کریم نے تو اسی حکومت کا تصور کو پیش کیا ہے جہاں وسعت حوصلہ ہے۔ جہاں ان سے بھی انصاف کا سلوک کیا جائے جو مذہبی طور پر تمہارے دشمن رہے ہوں۔ ہم تو مذہبی طور پر تمہارے دوست ہیں۔ ایسے دوست کہ ان سے زیادہ وفادار دوست دنیا میں نصیب نہیں ہو سکتے۔ ان سے دشمنی کر کے تم کیا لو گے؟ اپنی دنیا اور آخرت کو خراب سے خراب تر کرتے چلے جاؤ گے اور آج وہ وقت آگیا ہے کہ ہمیں خدا کے حضور گریہ وزاری کرنے کی ضرورت پڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو مزید تباہیوں سے بچا لے۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا کی وہ اصلاح کر سکیں جس اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں چن لیا ہے اور اس کی ذمہ داری ہمارے نازک کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ جس میں دنیا بھر کے احمدی شامل ہوئے۔ اور اس کے ساتھ ہی قادیان دارالامان کا یہ مبارک جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔ (**رپورٹ مرتبہ : ابولبیب**) ← بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

اصلاحِ امتِ محمدیہ کے لئے دعا

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْنَا بَرَکَاتِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۵۰)

ترجمہ: اے اللہ محمد ﷺ کی امت کی اصلاح فرما۔ اے اللہ محمد ﷺ کی امت پر رحم کر۔ اے اللہ ہم پر محمد ﷺ کی برکات نازل فرما اور محمد ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں اور سلام بھیج۔

حضور علیہ السلام کو رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ کی دعا الہاماً بھی سکھائی گئی۔

ترجمہ: یعنی اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔ (تذکرہ صفحہ ۴۷ طبع چہارم)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِيقًا۔

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔